لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۲۹	۲۵ مارچ و ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء ــــــ مطابق ۱۹ رمضان و ۶ شوال ۱۴۱۲ھ	شمارہ ۱۰ و ۱۱

ادارہ

(مولانا سید) محمد رابع حسنی ندوی

زمینی مخلوق آسمانی عمل

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں متعدد مختلف عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں بیک وقت کئی کئی عبادتیں انجام پاتی ہیں، وہ ایسی روحانی حالت پیدا کر دیتا ہے جس میں یہ زمینی و مادی کیفیت کافور ہونے لگتی ہے، اور روحانی و نورانی کیفیت چھا جاتی ہے۔

روزہ کا طرز و ساخت ایسی رکھی گئی ہے کہ اس میں فرشتوں جیسی زندگی ابھرتی ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ان کو زمینی مخلوقات کی طرح زمینی ضروریات پیش آتی ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے اس کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ نافرمانی کرتے ہیں، روزہ دار کی زندگی ممکن حد تک ایسی ہی زندگی بن جاتی ہے۔

زمینی مخلوق کا فرد ہونے کی وجہ سے اس کو لازمی تقاضائے بشری تو پورا کرنے ہوتے ہیں، لیکن دیگر ممکن اور اختیاری معاملات میں روزہ دار فرشتوں کی طرح عبادت و اطاعت میں لگا رہتا ہے، نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ کوئی نافرمانی کی بات کرتا ہے۔

روزہ دار اس طرح کی زندگی اختیار کرنے میں کامیاب اور مقبول روزہ دار ثابت ہوتا ہے، اور اس میں کوتاہی کرنے میں کوتاہی کے بقدر روزہ کے فائدے سے محروم ہو جاتا ہے۔

روزوں کا یہ زمانہ چونکہ سب مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت میں آتا ہے اسلئے ایک عمومی منظر اور حال بن جاتا ہے، اور ایسا ماحول بنانے کی تاکید بھی آئی ہے۔ حتیٰ کہ بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے والے کو بھی تاکید ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے روزہ نہ رکھنے کا مظاہرہ نہ کرے تاکہ روزہ کی فضاء متاثر نہ ہو۔

مسلمانوں کو اپنے زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ ایسے زمانہ میں جو روحانی اور ملائکہ کے طرز کی زندگی کا اظہار کرنے کے لئے ان کو دیا گیا ہے وہ کہاں تک عہدہ برآ ہو رہے ہیں، اور اگر ان سے کچھ کوتاہی ہوتی ہے تو وہ اس کو دور کرنے کی کیا کوشش کرتے ہیں، وہ اپنی پوری زندگی میں فرشتے نہیں بن سکتے تو کیا ان کو جو تھوڑا سا موقع اس بات کا مظاہرہ کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس سے وہ بقدر استطاعت فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتے، اور اپنے پروردگار کی رحمتوں اور رضامندیوں سے مالا مال نہیں ہو سکتے۔

ہماری عام زندگی تو دینی کمزوریوں اور عملی کوتاہیوں سے پُر رہتی ہے، دنیاوی راحتوں اور لذتوں کی فکر، دنیاوی فوائد کے حصول کی فکر، ہر وقت نفس کی خواہشات کی فکر، اپنے شوق و خواہش کے اثر سے دوسروں کے ساتھ زیادتی و حق تلفی، کسی کی غیبت، کہیں جھوٹ، کسی کے ساتھ زیادتی، کسی کی حق تلفی، ہماری زندگی کم و بیش ان باتوں سے داغدار رہتی ہے، سال بھر میں صرف ایک مہینہ ہم کو دیا گیا ہے کہ ہم ان تمام بری اور نامناسب باتوں سے پرہیز کی مشق کریں، اور کوشش کریں کہ ہماری زندگی ان سب باتوں سے جتنا ممکن ہو پاک ہو، اگر اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ فرشتوں کے کارنامہ سے بڑا کارنامہ ہوگا، کیونکہ فرشتے ایسا کرنے پر فطری طور سے مجبور ہیں، لیکن ہم زمینی مخلوق ہونے کے باعث فطری طور پر مجبور نہیں ہیں۔ ہم اپنے ارادہ اور فکرمندی سے اس کو اختیار کریں گے، فرشتوں کو ایسی حالت [illegible]

سرپرست

مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء

ادارۂ تحریر

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا اسلم حسینی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ

منیجر تعمیرِ حیات پوسٹ بکس ۔ 93
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زرِ تعاون ملکی

سالانہ پچاس روپئے ۵۰/-
فی شمارہ ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک

ایشیائی۔ یورپی۔ افریقی و امریکی ممالک
۲۵/- ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰/- ڈالر

نوٹ

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں۔ اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپئے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں، نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں اور اگر جدید خریدار ہیں تو [illegible]

عید کے دن یاد رکھنے کی باتیں

عیدین کے اعمال مسنونہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے۔ حضرت خالد بن سعد سے مروی ہے کہ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سبز سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے یہ چادر یمن کی ہوتی تھی جسے بُرد یمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے۔ عید کے لیے زیب و زینت کرنا مستحب ہے مگر لباس مشروع ہو۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے ان کی تعداد طاق ہوتی تھی یعنی تین یا پانچ سات وغیرہ۔ (بخاری، طبرانی)

عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے۔ پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔

(جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوۃ)

عید گاہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید، عید گاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ (مسلم، بخاری)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے نماز عید کے لیے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔ (ابو داؤد، مدارج النبوۃ)

عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو۔ (طبرانی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تک پا پیادہ تشریف لے جاتے۔ (سنن ابن ماجہ) اور اس پر عمل کرنا سنت ہے بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد تر پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ، مسند شافعی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید گاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے نہ اذان، نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعہ وغیرہ کی ندا، کچھ نہ ہوتا۔

تکبیرات عیدین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قرأت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے تشریف لاتے۔

(بخاری، ترمذی، مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوع شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عید گاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ (ابو داؤد، زاد المعاد)

آپ اور آپ کے صحابہ جب عید گاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبے سے پہلے نماز شروع کرتے۔ اس طرح آپ عیدین میں دو رکعتیں ادا کرتے۔

پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قرأت شروع فرماتے۔ سورہ فاتحہ پھر اس کے بعد سورہ ق والقرآن المجید ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے۔ بسا اوقات آپ دو رکعتوں میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھتے (زاد المعاد) لیکن یہ سورتیں متعین نہیں۔ دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

خوشی منانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الآثار)

تذکیر و موعظت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے۔ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کے سامنے وعظ کہتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے، عید گاہ میں کوئی ممبر نہ تھا (جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا ممبر یہاں لایا جاتا بلکہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔ (زاد المعاد)

نیز مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفے کے دن نویں تاریخ فجر کی نماز سے لیکر ایام تشریق کے آخری دن (تیرھویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (زاد المعاد)

نماز عید کی ترکیب

نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلے کی طرف منہ کر کے امام کی اقتدا میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں سبحانک اللہم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پڑھے۔

عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ (مسلم)

عید گاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے۔

جس کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس کے لیے جماعت شرط ہے۔ البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا واجب ہے۔

(بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ

بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں ہوتی ہے۔

خطبے میں تکبیر

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے شروع کرے۔ اول خطبے میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر)

عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں باواز بلند کہنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صدقۂ فطر کا وجوب

ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب ہو خواہ نقدی کی شکل میں یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو، رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو۔ اپنی طرف سے اور اپنے ان نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کے زیر کفالت ہوں۔ نصف صاع یعنی پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریں۔ صدقۂ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

صدقۂ فطر

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کر دیں کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔ دو مُد (تقریباً دو سیر) گیہوں یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلہ کا۔

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال کے چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے [illegible]

تو اس کا رتبہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔

رمضان کا مہینہ ایک عجیب نعمت کا مہینہ ہے، زمینی مخلوق کو کچھ وقت کے لئے آسمانی مخلوق بنا دینے والا مہینہ ہے ایسی غیر معمولی اور نادر نعمت ملنے پر اس کی قدر نہ ہو تو بڑی محرومی کی بات ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین شخصوں کے لئے محرومی و بربادی کی بددعا پر آمین کہی، ان میں سے ایک وہ شخص بھی تھا جس کو رمضان کا موقع ملے اور وہ اس کا حق ادا کر کے اپنی بخشش نہ کرا سکے، اور رمضان کی قدر کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر عمل کی جزا تو ویسی ہی ہوگی جیسی یہاں کی گئی ہے سوائے روزہ کے وہ میرے ساتھ مخصوص ہے، میں اس کی جزا خود اپنے سے دوں گا۔

رمضان المبارک تین عشروں پر مشتمل ہوتا ہے، پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا مغفرت کا، تیسرا آگ سے خلاصی کا، روزہ دار رمضان شروع ہوتے ہی اس میں نازل ہونے والی رحمتوں سے مستفید ہوتا ہے، اگر مستفید نہ ہو سکا تو اگلے عشرہ میں اپنے پروردگار سے معافی و مغفرت کو حاصل کر لیتا ہے، اور یہ بھی پوری طرح نہ ہو سکا تو تیسرا عشرہ آگ سے خلاصی کا ملتا ہے کہ اس میں جو امکانات و وسائل رکھے گئے ہیں ان کے سہارے اپنے کو عذاب سے محفوظ کر والیتا ہے۔

آخری عشرہ اہم ترین عشرہ ہے اس میں پانچ راتیں شب قدر کی تلاش کے لئے رکھی گئی ہیں، ان پانچ راتوں میں سے ایک رات ایسی ہے جو اپنے اجر و ثواب، رحمت و برکت و نورانیت کے لحاظ سے ایک ہزار راتوں سے بھی افضل بتائی گئی ہے، اس رات میں عبادت اور رضاء الٰہی کے کاموں کا رتبہ ایک ہزار سے زیادہ کی قیمت رکھتا ہے۔ اس رات میں فرشتوں اور رحمت الٰہی کا عظیم الشان نزول ہوتا ہے، اور اس نورانی نزول سے جو بھی ذرا توجہ کرے بآسانی فیض یاب ہو سکتا ہے۔

رمضان کے مہینہ کا آنا مسلمان کے لئے ایک عظیم ترین موقع ہے جس میں وہ اپنے گناہوں اور کوتاہیوں

وصاف کر سکتا ہے اور رحمتوں اور برکتوں کے ذخیرے جمع کر سکتا ہے، اس میں اس کا بھی موقع ہے کہ اگر شروع میں پوری توجہ نہ ہو سکی ہو تو درمیانی اور آخر میں موقع ہے اور درمیان میں بھی کوتاہی ہو گئی ہو تو آخری عشرہ تو بہترین اور آخری موقع ہے اس سے غفلت برتنے اور کوتاہی کرنے کی گنجائش نہیں۔

ہم کو آخری عشرہ کا استقبال پوری توجہ سے کرنا چاہئے اور اس کی روحانی نعمتوں اور برکتوں سے اپنے آپ کو مالا مال کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، اور رمضان شروع ہونے پر روحانی آواز لگانے والے کی صدا پر لبیک کہنا چاہئے کہ "یا باغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر" کہ اے نیکی کے طالب آگے آ، اور اے بدی کے طالب پیچھے ہو جا۔

اختر سعید خاں

درِ دولت پر

لبے یہ ہوش جو در پر ترے کہ کیا مانگوں — نقاب چہرے سے تیکر اٹھا ہوا مانگوں
جو تیرا نقش کفِ پا کہیں ملے مجھ کو — تو مہر و ماہ و ثریا سے راستہ مانگوں
جو تیرے لب سے تبسم کی اک کرن پاؤں — تو اپنی کھوئی ہوئی صبح کا پتا مانگوں
جو میری سمت اٹھے چشم زر فشاں تیری — تو مشت خاک سے اپنی میں کیمیا مانگوں
تری نظر میں جو دل ہو مرا کسی قابل — تری نظر سے کوئی تیر بے خطا مانگوں
مزہ تو جب ہے میں تجھ سے مانگ لوں تجھ کو — پھر اپنے جذبۂ گستاخ کی سزا مانگوں
گنہگار ہوں نزدیک آتے ڈرتا ہوں — میں کس زباں سے ترے در کا آسرا مانگوں
برہنہ سر ہوں کڑی دھوپ ہے مگر مولیٰ — مجال کیا کہ ترا سایۂ ردا مانگوں
ترے گدا کو ترے در سے کیا نہیں ملتا — مگر سوال کی ہمت کہاں ہے کیا مانگوں
میں اپنی چشم ندامت کو لیکے جاؤں کہاں — جز اینکہ دامن رحمت کا آسرا مانگوں

رکھا تو ہے سر شوریدہ اس کی چوکھٹ پر
بتا اب اے دل بیتاب اور کیا مانگوں

پوری بستی اسلام میں

بونڈری افریقہ کا ایک ملک ہے جس کا صدر مقام بوجومبرا ہے اس کا رقبہ ۲۷ ہزار ۸ سو ۳۴ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۵۱ لاکھ ۷۴ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ بونڈری کے شمال میں رگومیو کے علاقہ میں پوری ایک بستی نے اسلام قبول کیا ہے، اس بستی کے قبولِ اسلام میں شیخ محمد رد کارا کا خاص دخل ہے، جو وہاں پر واقع رابطہ عالم اسلامی کے دفتر کے ڈائرکٹر ہیں۔ شیخ محمد رد کارا کے ہاتھ پر یہ لوگ اسلام لائے، اور اب وہ دینی تعلیمات و تربیت حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، شیخ رد کارا نے اسلامی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہاں نو مسلموں کو مالی امداد دیں، اور اسلامی لٹریچر بھی فراہم کریں۔ اس بستی میں ایک مسجد کی تعمیر کا مرحلہ درپیش ہے۔

بونڈری کی اس بستی کی پوری آبادی عیسائی تھی، عیسائیت کیا ہے؟ تحریف و تغیر کے بعد عیسائی مذہب ایک معمہ سا بن گیا ہے۔ کسی مذہب میں خدا کا تصور سب سے پہلا مسئلہ ہوتا ہے، عیسائیت میں خدا کا تصور چیستاں بن گیا ہے تین خداؤں کو جوڑ کر ایک خدا تشکیل دیا جاتا ہے اللہ گویا کیا ہوا؟ کوئی مشین جس میں مختلف مادّوں کو جوڑ کر ایک کامل چیز وجود میں لائی جاتی ہے۔

اللہ کی توفیق خاص ان بستی والوں پر ہوئی جنھوں نے تین خداؤں کے شرک سے برگشتہ توحید کی سیدھی راہ اختیار کر لی۔

علاءالدین ٹی
ٹی کمپنی بمبئی
1/11
ALAUDDIN TEA
Tea Co,
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Bombay 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel. 862220/8728708

بقیہ انسانی عالمی مرقع کی تصویر

ہوتا ہے، اور انبیاء مرسلین (صلوات اللہ علیہم) کی عمومیت کے ساتھ، اور سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کی خصوصیت کے ساتھ عظمت و عزت راسخ ہوتی ہے، آپ کی تعلیم و تربیت کے نتائج کو دیکھ کر ایمان بالغیب ایمان شہودی بن جاتا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے صحیح لکھا ہے کہ:

"ان بشری لغزشوں اور کوتاہیوں کے باوجود انسانیت کا لازمہ ہیں مجموعی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل صحابہ کرامؓ سے بہتر سیرت و کردار کی نظر نہیں آتی، اگر ان کی زندگی میں کہیں کہیں کچھ ہلکے سے دھبے اور داغ نظر آتے ہیں، تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے سفید کپڑے میں کہیں کچھ تھوڑی سی سیاہی نظر آجائے یہ عیب چینوں کا تصور ہے کہ ان کو اس کپڑے میں سیاہی کا نقطہ تو نظر آیا اور اس کپڑے کی سفیدی نظر نہ آئی، دوسری جماعتوں کا حال تو یہ ہے کہ ان کا سارا نامۂ اعمال سیاہ نظر آتا ہے، کہیں کہیں سفیدی نظر آتی ہے "۔

اصلاح و تربیت، اور قلب ماہیت کا سب سے بڑا پیغمبرانہ کارنامہ

انسانی عالمی مرقع کی سب سے حسین تصویر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی

واقعہ یہ ہے کہ ہر نبوت نے اپنے دور میں آدم گری اور مردم سازی کا ایسا کارنامہ انجام دیا اور ایسے افراد تیار کئے جنھوں نے اس دنیا کو نئی زندگی بخشی اور زندگی کو (جو انسان کی خود فراموشی اور غلط اندیشی سے بے معنی ہو گئی تھی) با معنی بنایا۔ نبوت کے ان کارناموں میں جو زندگی کی پیشانی پر درخشاں اور تاباں ہیں، سب سے روشن کارنامہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کارنامہ ہے جس کی سب سے زیادہ تفصیلات تاریخ میں محفوظ ہیں، مردم سازی اور آدم گری کے اس کام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کامیابی عطا فرمائی وہ آج تک کسی انسان کو حاصل نہیں ہوئی، آپ نے جس سطح سے تعمیر انسانیت کا کام شروع کیا اس سطح سے کسی پیغمبر، کسی مصلح اور کسی مربی کو شروع کرنے کی ضرورت کبھی پیش نہیں آئی تھی، یہ وہ سطح تھی جہاں حیوانیت کی سرحد ختم ہوتی تھی، اور انسانیت کی سرحد شروع ہوتی تھی، اور جس سطح پر آپ نے اس کام کو پہونچایا اس سطح تک بھی کبھی تعمیر انسانیت کا کام نہیں پہونچا، جس طرح آپ نے انسانیت کی انتہائی پستی سے کام شروع کیا اسی طرح انسانیت کی آخری بلندی تک اس کام کو پہونچایا۔

آپ کے تیار کئے ہوئے افراد میں سے ایک ایک نبوت کا شاہکار، اور نوعِ انسانی کے لئے باعث شرف و افتخار ہے، انسانیت کے مرقع میں بلکہ اس پوری کائنات میں پیغمبروں کو چھوڑ کر اس سے زیادہ حسین و جمیل، اس سے زیادہ دلکش و دل آویز تصور نہیں ملتی، جو ان کی زندگی میں نظر آتی ہے، ان کا پختہ یقین، ان کا گہرا علم، ان کا سچا دل، ان کی بے تکلف زندگی، ان کی بے نفسی، خدا ترسی، ان کی پاک بازی، پاکیزگی، ان کی شفقت و رافت، اور ان کی شجاعت و جلادت، ان کا ذوق عبادت اور شوق شہادت، ان کی شہ سواری اور ان کی شب زندہ داری، ان کی سیم و زر سے بے پروائی اور ان کی دنیا سے بے رغبتی، ان کا عدل، ان کا حسنِ انتظام دنیا کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، نبوت کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جو انسانی افراد تیار کئے ان میں سے ایک ایک فرد ایسا تھا جو اگر تاریخ کی متواتر شہادتیں نہ ہوتیں، تو ایک شاعرانہ تخیل اور ایک فرضی افسانہ معلوم ہوتا لیکن اب وہ ایک تاریخی حقیقت اور ایک مسلّم الثبوت واقعہ ہے، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ایک ایسا انسانی مجموعہ تھا جس میں نبوت کے اعجاز نے متضاد انسانی کمالات پیدا کر دیئے تھے، علامہ اقبال کے الفاظ میں ؎

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولیٰ صفات — ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل — اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو — رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز
اس کے زمانے عجیب، اس کے فسانے غریب — عہدِ کہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل

ساقیِ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل

ان خصوصیات کی بنا پر یہ پہلا اسلامی معاشرہ جس کی بنیاد صحبتِ نبوی، تربیت ایمانی اور تعلیماتِ قرآنی پر پڑی تھی، ایک بے خار انسانی گلدستہ بن گیا، جس کا ہر پھول اور ہر پتی اس کے لئے باعث زینت تھی، مختلف قبائل، مختلف خاندانوں اور مختلف حیثیتوں کے افراد ایک خوش اسلوب متحد القلوب خاندان میں تبدیل ہو گئے، اور اسلام کی انقلاب انگیز تعلیم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ صحبت نے ان کو شیر و شکر بنا دیا، اس موقع پر راقم سطور کے قلم سے خواجہ الطاف حسین حالیؔ کی شہرۂ آفاق "مسدس" کا ایک اقتباس نقل کئے بغیر رہا نہیں جاتا جس میں صحابۂ کرامؓ کے اس معاشرہ کی بولتی ہوئی تصویر کھینچی گئی ہے، یہ تصویر مبنی بر حقیقت ہونے کے ساتھ ایسی دلکش و دلآویز ہے کہ اس کو پوری نسلِ انسانی کے وسیع اور ضخیم مرقع میں پیغمبروں کی سیرت و تاریخ کے بعد سب سے پہلی اور اونچی جگہ دینی چاہیئے، مولانا حالیؔ صحابۂ کرامؓ اور خلافتِ راشدہ کا تذکرہ [illegible]

کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت — نبیؐ نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبیؐ کے وفادار بندے — یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے

رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ میں مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے — خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہباں — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں

کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی — شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاہئے واں کفایت — سخاوت جہاں چاہئے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور مستند تاریخ کی روشنی میں اسلامی معاشرہ کے جو خدوخال اس کا جو سراپا اور نقشہ اور اس سے آگے بڑھ کر اس کا جو مزاج و مذاق سامنے آتا ہے، اس سے نہ صرف اولین مسلمانوں اور آغوشِ نبوت کے پروردہ اور درسگاہ نبوی و قرآنی کے تربیت یافتہ لوگوں کی، بلکہ ایک ایسی بڑی تعداد میں افراد انسانی کی ایک حسین اور دلکش تصویر سامنے آتی ہے جس سے بہت کم تعداد میں بھی اور صدیوں کے فرق اور مکان و زمان کے تفاوت سے بھی کوئی ایسی معیاری اور مثالی جماعت نظر نہیں آتی، اس سے انسانی فطرت کی خیر قبول کرنے کی صلاحیت، اس کی ترقی، پاکیزگی، بلند پروازی کے ایسے وسیع امکانات (جہاں تک انسانوں کی ذہانت پہونچنی مشکل ہے) مخلص اور مؤید من اللہ مصلحین و مربیوں کی کوشش و محنت کی کامیابی اور اس کے عمیق اور دیرپا اثرات کا روشن ثبوت ملتا ہے، اور انسانیت کو خود اپنے اوپر ناز کرنے اور ہر دور کے انسانوں کو فخر و مباہات کا حق حاصل ہوتا ہے، کہ ان کی جنس اور نوع میں ایسے بلند پایہ انسان پیدا ہوئے جن میں ہر ایک بقول اقبالؒ ؎

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولیٰ صفات

کا مصداق تھا، اس سے فرد انسانی احساس کمتری، مردم بیزاری اور [illegible]

محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی مرحوم

محمود الازہار ندوی

ممتاز عالم دین اور محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کا ١١ رمضان المبارک ١٤١٢ھ مطابق ١٧ مارچ ١٩٩٢ء کو انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی علم حدیث اور فن اسماء الرجال کے ممتاز عالم تھے درس وتدریس اور فن حدیث سے آپ کا انہماک مستقل رہا ہے اور آپ کی تحریریں اور مراجعات بڑی اہمیت کے مالک تھے اور اہل علم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا کا شمار فن حدیث اور اسماء الرجال کے چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا جس کی گواہی آپ کی علمی کاوشیں دیتی ہیں۔

مولانا کی ولادت ١٣١٩ھ میں ہوئی آپ کے والد کا نام مولانا محمد صابر تھا اور آپ نے دارالعلوم دیوبند میں کچھ وقت گذارا۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا انور شاہ کشمیری، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا کریم بخش سنبھلی اور مولانا عبد الغفار صاحب مئوی قابل ذکر ہیں۔

آپ نے ١٣٢٩ء میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور اسی سال سے دارالعلوم مئو میں تعلیمی خدمات انجام دینا شروع کردیں دو تین سال کے بعد مدرسہ مظہر العلوم بنارس چلے گئے اور وہاں علوم نقلیہ وعقلیہ کی تعلیم دی، اس کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم از سر نو قائم کیا اور اس سے پوری طرح سے وابستہ ہوگئے، آپ نے تدریسی خدمات ہی کے تحت دارالعلوم ندوۃ العلماء میں آکر بخاری شریف کا درس دیا۔

مولانا فن حدیث میں امام طحاوی کی تصنیفات سے سب سے زیادہ متاثر تھے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا بھی اثر تھا اور فقہ میں ابن ہمام اور شامی کی تدقیقات کے قائل تھے۔

آپ نے حج وزیارت کے ساتھ علمی تلاش وجستجو کے سلسلہ میں کویت، بیروت دمشق اور بحرین کا بھی سفر کیا ان اسفار میں ان کے ہمراہ مولانا ضیاء الحسن ندوی بھی تھے جن کا اشتغال بھی حدیث سے بہت بڑھا ہوا تھا اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔

مولانا کا شمار ان محققین وعلماء میں تھا جن کے علم وفضل کا سکہ دنیا پر بیٹھا ہوا [illegible]

کی وہ اہم اور نادر کتابیں ہیں جن کے مخطوطات کو آپ نے تحقیق وترتیب کے موجودہ علمی اصول کے مطابق ایڈٹ کرکے شائع کیا، ان میں مسند حمیدی (دو جلد) کتاب الزہد والرقاق جو گیارہ اجزاء، ١٦٢٧ حدیثوں پر مشتمل ہے سنن سعید بن منصور دو جلدیں، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ للحافظ ابن حجر عسقلانی،

مصنف عبد الرزاق، مسند احمد کے علاوہ آپ نے زوائد مسند بزار للہیثمی علامہ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کا فن رجال سے متعلق رسالہ التوسل، تعلیقات کتاب الثقات لابن شاہین، الاتحافات السنیہ لذکر محدثی الحنفیہ، اور الحاوی لرجال الطحاوی وغیرہ کی بھی تحقیق مراجعت کی، مولانا نے علمی و تحقیقی مقالات بھی تحریر فرمائے جو معارف اعظم گڈھ، برہان دہلی دارالعلوم دیوبند، العدل گوجرانوالہ، الفرقان بریلی اور لکھنؤ، البلاغ بمبئی اور النجم لکھنؤ میں شائع ہوئے آپ عربی زبان وادب میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے، عربی مقالات بشمول دیگر رسائل وکتب کے البعث الاسلامی میں بھی شائع ہوئے۔

مولانا نے منکرین حدیث کی رد میں نصرۃ الحدیث، شیعوں کی رد میں رفع المجادلۃ اور رضاخانیت میں شارح حقیقی (النذر لاولیاء اللہ) بھی لکھے، اس کے علاوہ مولانا نے متعدد رسالے تحریر فرمائے جو ان کے علمی اشتغال پر دال ہیں۔

مولانا نے ایک طویل عمر پائی مگر اس کو علمی اور تحقیقی کاموں کے لئے وقف کردیا تھا۔ دارالعلوم مئو مظہر العلوم بنارس میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد اپنے رفیق کار مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی مرحوم اور مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانی مرحوم کے ساتھ مل کر مفتاح العلوم میں بڑا وقت گذارا اور عرصہ دراز تک تدریسی خدمات اعزازی طور پر انجام دیتے رہے، مولانا ١٩٥٢ء میں اترپردیش کونسل (ودھان پریشد) کے پانچ سال تک ممبر رہے اور آپ کی علمی اور تحقیقی خدمات کی وجہ سے حکومت ہند نے آپ کو صدارتی انعام سے نوازا۔

مولانا نے اپنی عمر کے آخری ایام میں مدارس دینیہ سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے حدیث فو [illegible] العالی قائم کیا اور ثانوی ومتوسط کے طلبہ کے لئے مرقاۃ العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔

مولانا کے پس ماندگان میں دو لڑکے اور چار بیٹیاں ہیں اس کے علاوہ آپ کے غم گساروں میں شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے آمین۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کی وفات پر

مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی کا تاثر اور اظہار خیال

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کی وفات (١١ رمضان المبارک مطابق ١٧ مارچ ١٩٩٢ء) سے علوم دینیہ بالخصوص فن حدیث کے سلسلہ میں جو عظیم علمی خسارہ ہوا ہے اور خلا پیدا ہوا ہے، اس کا احساس بہت سے لوگوں سے زیادہ اس عاجز کو ہے جس کی برصغیر ہند وپاک ہی نہیں ممالک عربیہ اور مرکز اسلام پر بھی نظر ہے اور وہاں کے علماء، اساتذہ، مصنفین ومحققین سے بہت سے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ واقفیت ہے، علم حدیث خاص طور پر عالمی وعلمی پیمانہ پر جس انحطاط اور تنزل کا شکار ہے اور اس فن شریف کی واقفیت میں جو سطحیت اور رسمیت پیدا ہوگئی ہے اور خاص طور پر حدیث وروایات صحیحہ اور فقہ حنفی کے درمیان تطبیق اور اس علمی حقیقت کے ثابت کرنے میں کہ مذہب حنفی حدیث کے خلاف نہیں، اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ اور خلفائے کبار محض قیاس وذہانت پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔ ان کا مأخذ استنباط احکام میں آیات واحادیث ہی ہوتی تھیں اس موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مولانا کے ارتحال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ اور بھی قابل افسوس وتشویشناک ہے۔

اس علمی تفرد وامتیاز کے علاوہ مولانا کے اخلاق، فہم وفراست، ملت کے مسائل ومفادات سے واقفیت وفکر مزید برآں ہے، اس لئے نہ صرف علمی حلقہ میں ایک عظیم خلا پیدا ہوا ہے۔ بلکہ ملت کی صف قیادت میں بھی ایک بڑی جگہ خالی ہوگئی ہے، جس کا پُر ہونا بظاہر اسباب بہت دشوار معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور اہل علم ودرس کو ان کی تصنیفات و تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے، اور فن حدیث سے اشتغال وانہماک کا سلسلہ جاری رہے۔

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے

قرآن کہتا ہے کہ انسان کو قلم کے ذریعہ علم دیا گیا اسلئے آپ بھی اسلامی کتابوں سے استفادہ کیجئے

جو دین ودماغ میں انقلاب اور زندگی میں عظیم تبدیلی لانے کا ذریعہ

ندوہ ایجنسی ودار المطالعہ ندوہ

ارم کالج اعظم پور، رحید آباد، ٢٢ جون ٢٩١٠٠١ (یوپی)

گزشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر واشاعت کا کام کر رہا ہے جہاں آپکو عرب وعجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ومشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی ودیگر اہل قلم علمائے حقانی کی مایہ ناز کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوہ ایجنسی کی جانب سے ایک اہم ومعرکہ آرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" (اضافہ شدہ ایڈیشن) نہایت دلکش کتابت وفوٹو آفسیٹ پر معیاری طباعت کیساتھ شائع کی گئی ہے جو مشہور اہل قلم مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے قلم کا شاہکار اور علمی تحقیق کا نتیجہ ہے جسکو اہل علم نے اس موضوع کی مایہ ناز تصنیف قرار دیا ہے۔ مکتبہ ندویہ مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب کر سکتے ہیں۔

ندوہ ایجنسی میں کتابیں ٢٥ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں۔

دار المطالعہ ندوہ میں آپ کتابیں رسائل پڑھ سکتے ہیں اور مستعار بھی لیجا سکتے ہیں

عید الفطر کا پیغام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ ونشھد أن لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ ونشھد أن سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وذریاتہ وأزواجہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ۔ وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیبُوا لِی وَلْیُؤْمِنُوا بِی لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُونَ

میرے بھائیو، دوستو، عزیزو اور بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی سورہ بقرہ کی وہ آیتیں تلاوت کیں، جن کا تعلق رمضان المبارک سے ہے اور جن کی ابتدا ہوتی ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ

اور اسی میں یہ آیت ہے۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ فِیہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ۔

اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، اس کا منشا اور ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے۔ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وہ تم کو مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا، یہ ٣٠ یا ٢٩ دن کے جو روزے ہیں کوئی پہاڑ نہیں ہیں، یہ چل چلتے ہیں اور جلد ختم ہوجاتے ہیں، اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: [illegible]

اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو، اس پر کہ اللہ نے تم کو ہدایت دی، اللہ نے ہدایت کی جو نعمت تم کو عطا فرمائی ہے، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو "ولعلکم تشکرون" اور تاکہ تم شکر کرو۔

اللہ جل شانہٗ نے اس آیت میں عید کا بھی ذکر کردیا، عید کا نام تو نہیں آیا، لیکن عید کا مقصد اور عید کا وظیفہ، عید میں کرنے کا کام، یہ سب اس میں آگیا، کہ جب اللہ تعالیٰ رمضان میں روزہ کی توفیق دے، کہ رمضان آئے اور خیریت کے ساتھ توفیق الٰہی کے ساتھ، دن کے روزوں کے ساتھ، رات کی عبادتوں کے ساتھ گذر جائے ولتکبروا اللہ علیٰ ماھداکم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اللہ نے ہدایت دی، ایمان واسلام کی دولت سے نوازا، اور پھر توفیق دی، اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوتی تو کہاں کا رمضان اور کہاں کا روزہ دنیا میں پچاسوں قومیں ہیں، سیکڑوں قومیں ہیں وہ اتنا جانتی ہیں کہ رمضان کا مہینہ مسلمانوں میں آتا ہے جیسے ہمارے یہاں [illegible] آتا ہے، انھیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ کب رمضان آیا اور کب ختم ہوگیا، اور ان کے مہینوں اور رمضان میں کیا فرق ہے۔

تو پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی، ہم کو اسلام کی دولت سے نوازا جس لئے ہمیں صحت دی، ایسی صحت جس سے روزہ رکھ سکیں، اور پھر اس کے بعد سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ توفیق دی سب کا انحصار توفیق پر ہے، ساری چیزیں جمع ہیں مگر توفیق نہیں تو کچھ نہیں یعنی روزہ رکھنے کے لیے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ عمر! تو اللہ کے فضل سے زندگی ہے، جوانی چاہیے، بلوغ چاہیے تو وہ بھی موجود ہے صحت چاہیے تو وہ بھی موجود ہے، اور روزے کے مسئلے معلوم ہونے چاہئیں تو وہ بھی معلوم ہیں حکومت روکتی، قانون روکتا، یا ڈاکٹر ہی نے کہا ہوتا کہ تمہارے لئے روزہ رکھنا نامناسب ہے نقصان دہ ہے، تو یہ بھی نہیں ہے پھر روزہ کیوں نہیں ہو رہا ہے [illegible]

توفیق وہ چیز ہے جس کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں ہو سکتا، توفیق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا رحمت کا ارادہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس کے دل میں یہ خیال اور جذبہ ڈال دینا کہ یہ کام کرنا ہے، تمام رکاوٹوں اور موانع کو ہٹا دینا ہے، اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فیصلہ کرنا کہ یہ کام ہو، یہ شخص روزہ رکھے، نماز پڑھے ان سب کے مجموعے کا نام توفیق ہے اتنی لمبی جو ہم نے عبارت بیان کی وہ عربی کے قرآن مجید کے ایک لفظ میں آگیا ہے، اس کا نام ہے "توفیق"

آپ دیکھیں گے، اپنے محلہ میں دیکھیں گے، کہ ماحول موجود، سارے اسباب موجود، شرائط موجود، فضا موجود، لیکن روزہ نہیں اس لئے کہ توفیق نہیں، اب اللہ نے تم کو ساری چیزیں، اور ساتھ میں توفیق بھی عطاء فرمائی، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو" وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ"

چنانچہ مسنون بھی یہ ہے کہ عید آئے عید الفطر ہو، تو آہستہ آہستہ تکبیر کہتا ہوا آئے، اور عید الاضحیٰ ہو تو ذرا بلند آواز سے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" پکارتا ہوا آئے، اور مسنون یہ ہے کہ ایک راستہ سے آئے، اور دوسرے راستہ سے جائے، تاکہ ساری فضا اس سے معمور ہو جائے، اور وہاں کے رہنے والوں کے کانوں میں یہ فضا پڑ جائے، اور وہ زمین گواہی دے، اور جب تک عید کی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے، یہ کہتا رہے۔ ولتکبروا اللّٰہ علیٰ ماھداکم ولعلکم تشکرون" تاکہ تم شکر کرو، کہ اللہ نے ہمیں توفیق دی، اللہ نے ہم سے روزے رکھوائے، کوئی بیماری وغیرہ کے باعث چھوٹ گیا تو اس کے لئے بھی نیت اچھی کی، اور دنیا میں جتنے بھی خوشی کے تہوار ہیں سب میں خوشی ہوتی ہے، یعنی اس میں جو فرائض ہوتے ہیں، روز مرہ کا جو معمول ہے، وہ بھی معاف ہوجاتا ہے لیکن اسلام تنہا مذہب ہے کہ اس میں خوشی کے دن کام بڑھا دیا جاتا ہے، کام ایسا بھاری نہیں ہوتا کہ آدمی کہے کہ کام نہ ہوتا، نہیں بلکہ کام ایسا مبارک ہوتا ہے ترقی دینے والا ہوتا ہے، اور معقول ہوتا ہے، اور انسانیت وشرافت کا ہوتا ہے یہ جو دو رکعتیں آپ نے پڑھیں وہ روز کی [illegible]

پڑھے، جو فرض وواجب نہیں ہیں، لیکن عید کی نماز بڑھا دی گئی، اور تہوار آپ دیکھیں گے تو اس میں عبادات معاف ہوجاتے ہیں، کوئی پوجا کرے یا نہ کرے چرچ جائے نہ جائے، کرسمس ہے چھٹی کا دن ہے اور یہاں تو کام بڑھا دیا گیا کہ فجر کی نماز پھر ظہر کی نماز درمیان میں دوگانہ اور بڑھا لیں، یہ ہے اسلام میں شکر کا طریقہ چھٹی نہیں ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ "اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا" اس امت کو سبق یاد ہو گیا ہے۔

الحمد للہ! ساری امتیں سبق بھلا بیٹھیں بات یہ ہے کہ روئے زمین میں کوئی امت ایسی نہیں جس کو سبق یاد ہو، تنہا یہ امت ہے جس کو سبق یاد ہے، کچا پکا جیسا بھی ہو، تو جب اس کو سبق یاد ہوا چھٹی نہیں ملی، سبق یاد کرنے والے لڑکے کو، مکتب میں پڑھنے والے کو چھٹی نہیں ہے، بلکہ اس کی ذمہ داریاں ہیں، اور اس کو اپنی اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے، اس سے اس میں اضافہ ہوگا کمی نہیں ہوگی۔

تو دو رکعت یہ، اور فطرہ الگ دینا پڑتا ہے، ہر وقت کی بات نہیں دوسرے ادیان کے تہواروں میں یہ نہیں بلکہ وہاں تو کھاؤ پیو، وہاں معاملہ یک طرفہ ہے اور یہاں لینے سے زیادہ دینا ہے، غریبوں کو فطرہ دو اللہ کے سامنے دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھو، اور پھر تکبیر پڑھو اور اللہ کا شکر ادا کرو: وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ۔

دنیا حقیقی عید سے محروم ہے

یہ ایسا تہوار ہے کہ امت کو اس میں چھٹی نہیں ملتی، اور اب ضرورت ہے کہ ہم مسلمان اپنے دین پر از سر نو قائم اور پختہ ہوں، اس دین کا ایسا مظاہرہ کریں اور دین کا ایسا نمونہ پیش کریں دنیا کے سامنے لائیں کہ دنیا کی بھی عید ہوجائے بہت دن سے دنیا کی عید نہیں ہوئی ہے، دنیا عید سے محروم ہے، دنیا حقیقی عید سے محروم ہے، یہ سب جعلی باتیں ہیں، کہاں کا کرسمس، اور کہاں کی ہولی دیوالی، لیکن دنیا کی حقیقی عید صدیوں سے نہیں ہوئی، اور پھر مسلمان مسلمان بن جائیں، دنیا کی عید ہوسکتی ہے دنیا حقیقی عید کو ترس رہی ہے نہ امن ہے نہ اخلاق ہیں، نہ انسانیت ہے نہ شرافت ہے نہ قدر شناسی ہے نہ [illegible]

نہ خدا کی شناخت ہے اور نہ پہچان ہے کچھ نہیں ہے کہاں کا تہوار، سارے تہوار جو ہیں، یہ بچوں کے سے کھیل ہیں۔ جیسے بچوں کی کوئی ذمہ داری نہیں کھیلیں کودیں، کھائیں، پئیں اور خوش و خرم ہیں کچھ فکر نہیں، ایسی ہی دنیا کی قومیں بچوں کی طرح خوشیاں منا رہی ہیں، لیکن حقیقی خوشی نصیب نہیں، آج دنیا کو عالمی سطح پر ایک عید کی ضرورت ہے، وہ عید مسلمانوں کی کوشش سے ہی آسکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ مسلمان خود اپنی عید کا شکر صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر پاتے اور اس کے معنی صحیح طور پر نہیں سمجھتے، آپ جہاں رہیں ثابت کریں کہ آپ کوئی اور قوم ہیں، افسوس کہ اس کو آنکھ ترس رہی ہے، سب ایک جیسے، وہ بھی رشوت لیتے ہیں، ہم بھی رشوت لیتے ہیں وہ بھی سود کھاتے ہیں، ہم بھی سود کھاتے ہیں، وہ بھی پیشہ کا پجاری ہے، بھوکا اور شائق ہے، یہ بھی پیسہ کا بھوکا ہے، یہ بھی آرام طلب ہے، وہ بھی آرام طلب اس کو بھی کسی کی فکر نہیں کہ دنیا میں کیا گذر رہی ہے، محلہ پڑوس میں کیا گذر رہی ہے۔ یہ بھی ایسا ہی، مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" ویجعل لکم فرقانا" "تم حقیقی مسلمان ہو گے اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں شان امتیازی عطا فرمائے گا دور سے پہچانے جاؤ گے"

دیکھو اسلام آ رہا ہے، یہ حالت تھی قرون اولیٰ میں، کہ ملک کے ملک مسلمان ہوئے، مسلمانوں کو دیکھ کر، سمجھانے بجھانے میں، دلیل لانے مطمئن کرنے میں تو برسوں لگ جاتے ہیں، تو کیا بات ہے مصر پورا کا پورا مسلمان ہو گیا، تہذیب بدل گئی، رسم الخط بدل گیا، طور و طریق بدل گیا، اور اسی طرح کیا عراق پورا کا پورا مسلمان تھا، کیا شام پورا کا پورا مسلمان تھا سب دوسرے ادیان کے ماننے والے تھے، عیسائی تھے، یہودی تھے اور بت پرست زبانیں جداگانہ تھیں، اور کلچر بھی الگ، تو گویا کہ سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہو مشین سے ڈھلا ڈھلایا نکلا ہو، ہندوستان میں یہ نہیں ہوا، جو لوگ گئے ان کے اندر یہ روح نہیں تھی، جو عربوں میں تھی کہ وہ جہاں جاتے تھے، پورا کا پورا ملک مسلمان بنا دیتے تھے، ساتھ کھانا، ساتھ پینا، اونچ نیچ سب ختم، سب انسان ہیں، کوئی فرق نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے" إن أباكم واحد وإن ربكم واحد كلكم من آدم و آدم من تراب لا فضل لعربي على عجمي ولا لأعجمي على عربي إلا بالتقوى" تمہارے باپ بھی ایک تھے، تمہارا رب بھی ایک، اب باپ بھی ایک، رب بھی ایک۔ الخ

چنانچہ جہاں عرب گئے، وہاں دین بدل گیا، تہذیب بدل گئی، رسم الخط بدل گیا، لباس بدل گیا، زبان بدل گئی لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے یہاں ہندوستان میں، سو سال حکومت کی مگر کوئی فرق نہیں ہوا، کوئی تبدیلی نہیں آئی، کیونکہ ہم میں مساوات نہیں، ہم میں اخوت نہیں، یہاں حاکم و محکوم کا فرق، اور وہاں حاکم و محکوم کا فرق نہیں رہا اللہ ہمیں آپ کو توفیق دے کہ ہم جہاں جائیں اسلام کا نمونہ پیش کریں، کچھ تو اسلام کا نمونہ پیش کریں، ہماری نگاہیں نیچی ہوں نامحرم پر نظر نہ پڑے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّ إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ہم اس طرح چلیں کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، ہم راستہ کے کانٹے ہٹائیں، ہم پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں، ہم ہمسایہ کیا شہر میں کسی بھی رہنے والے کو تکلیف نہ ہونے دیں، ہم ضرورت پر مدد کرنے کو تیار رہیں، لوگ دیکھیں کہ پیسہ روپیہ ان کے نزدیک فیصلہ کن نہیں ہے، فیصلہ کن ارادۂ الٰہی ہے فیصلہ کن حکم الٰہی ہے، یہ بڑی سی بڑی رقم چھوڑ سکتے ہیں، لاکھوں کی رقم پر لات مار سکتے ہیں، ٹھکرا سکتے ہیں۔ مگر اصول کے خلاف، شریعت کے خلاف نہیں جا سکتے، یہ نمونہ آج دکھلانے کی ضرورت ہے، اللہ جل شانہٗ ہمیں اپنی جگہ پر بھی مسلمان بنائے، اور دوسروں کے لئے بھی ایسا پر کشش جاذب نظر، قابل احترام مسلمان بنائے کہ لوگوں کے دل اسلام کی طرف کھنچیں اور بڑھیں۔

اعلان برائے داخلہ

جامعۃ الہدایہ۔ جے پور

جامعۃ الہدایہ ایک مخصوص دینی درسگاہ ہے کہ جس میں دینی اور عصری تعلیم کا ایک ایسا امتزاج قائم کیا گیا ہے کہ جو مذہبیات، تجربی علوم اور تکنیکی تعلیم و تربیت کے تقاضوں کو متوازن طریقہ پر پورا کرتی ہے۔ امسال تعلیمی سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے لئے مندرجہ ذیل درجات میں داخلوں کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ خواہشمند حضرات اپنے بچوں کے داخلے کے لئے فارم داخلہ اور پراسپکٹس مبلغ آٹھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر یا دفتر جامعہ میں نقد جمع کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔ درخواست داخلہ مورخہ ۱۰/اپریل ۹۲ء تک لازمی طور سے دفتر جامعہ میں پہنچ جانا چاہئیں۔ درخواستوں کے ساتھ ٹی۔ سی اور رزلٹ کارڈ کا ہونا لازمی ہے۔

درجہ جس میں داخلہ مطلوب ہے	داخلہ کیلئے مطلوب صلاحیت	داخلہ کے وقت مطلوبہ عمر: کم سے کم	داخلہ کے وقت مطلوبہ عمر: زائد سے زائد	دیگر ضروری ہدایات
ششم	کسی تسلیم شدہ اسکول اور مدرسہ سے اردو کے ساتھ درجہ پنجم پاس اور قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا ہو۔	۱۰ سال	۱۱ سال	اگر اردو اسکول میں نہ پڑھی ہو تب بھی درجہ پنجم کے معیار کی اردو جاننا لازمی ہے
ہفتم	کسی تسلیم شدہ اسکول اور مدرسہ سے اردو کے ساتھ درجہ ششم پاس کیا ہو اور قرآن مجید ناظرہ مکمل کر لیا ہو۔	۱۱ سال	۱۲ سال	۔۔۔ ششم ۔۔۔
ہشتم	۔۔۔ ہفتم ۔۔۔	۱۲ سال	۱۳ سال	۔۔۔ ہفتم ۔۔۔
نہم	۔۔۔ ہشتم	۱۳ سال	۱۴ سال	۔۔۔ ہشتم ۔۔

شرائط:-

(۱) داخلے انٹرویو اور ٹیسٹ کی بنیاد پر ہونگے۔ درجہ ششم تا نہم کے امیدواروں کا ٹیسٹ اردو، انگریزی، سائنس اور ریاضی میں ہوگا۔ (۲) عمر کے سلسلہ میں کوئی رعایت نہیں دی جائے گی اس لئے زائد العمر امیدوار قطعاً درخواست نہ دیں۔ (۳) مطلوبہ قابلیت میں عموماً کوئی رعایت نہیں دی جائے گی۔ (۴) ٹیسٹ اور انٹرویو جامعہ میں ہی مورخہ ۱۸/اپریل ۹۲ء کو ۱۰ اور ۲ بجے کے درمیان لیا جائیگا اور مقررہ وقت کے بعد آنے والوں کا ٹیسٹ اور انٹرویو اگلے دن لیا جائیگا لہٰذا وقت کی پابندی کا لحاظ رکھیں۔

مراسلت اور رابطہ کا پتہ:

نائب امیر جامعہ، جامعۃ الہدایہ، رام گڑھ روڈ، ڈاک خانہ جے سنگھ پورہ کھور جے پور ۳۰۲۰۱۸

Naib Ameer-e-Jamia
Jamiatul Hidaya Ramgarh Road, P.O. Jaisingh Pura Khore,

مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی شاہکار تصنیف

ارکان اربعہ اسلامی عبادات

کتاب وسنت کی روشنی میں

نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے اسرار و مقاصد کا بیان، ان کے حقیقی فوائد و ثمرات کی تشریح، انسانی زندگی پر ان کے اثرات و نتائج کا جائزہ اور عیسائیت و یہودیت نیز ہندو مذہب کے ساتھ ان کا تقابلی مطالعہ۔

مولانا شاہ معین الدین ندوی مرحوم نے کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں لکھا تھا: "مصنف کی تمام کتابوں میں یہ کتاب شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اور اس لائق ہے کہ کوئی پڑھا لکھا مسلمان اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہے"

صفحات ۳۸۶، بڑی تقطیع، معیاری کتابت و طباعت، قیمت اردو ۴۵/- اور انگریزی ایڈیشن ۸۰/- روپے۔

نوٹ: صرف قیمت کتاب پیشگی بھیجنے والوں کو کتاب ڈاک و رجسٹری فیس کی رعایت سے رجسٹرڈ بھیجی جائے گی۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

امت اسلامیہ کا مقام بلند

عقل و نقل کی روشنی میں

یہ مقالہ الجزائر کے بین الاقوامی مذاکرہ علمی میں پیش کیا گیا!

(مولانا) سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی

ترجمہ / محمد فہیم اختر ندوی

خدائے عز و جل نے امت مسلمہ کو دیگر اقوام پر فوقیت بخشی ہے، اس کو تین امتیازی اوصاف عطا فرمائے ہیں۔ ایک کمال۔ دوسرا افضلیت تیسرا اعتدال، یہ خدا کے آخری نبی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، گذشتہ تمام انبیاء کرام نے آپ کی آمد کی بشارت دی تھی، آپ کی بعثت دنیا کی بستیوں کے مرکز (ام القریٰ) اور خدائے تعالیٰ کے عظیم ترین گھر (کعبہ مقدسہ) کے شہر میں ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا یہ عظیم گھر روئے زمین پر اس کی عبادت اور اس کی بندگی کے لئے سب سے پہلا بنایا جانے والا گھر ہے، اسی مرکز عبادت کے ذریعہ اس امت کو عالی رتبہ ملا، اور اس کے دوش پر ایک عظیم اور مہتم بالشان ذمہ داری ڈالی گئی یہ ذمہ داری دعوت إلی اللہ اور دوسری اقوام کی رہنمائی نگرانی کی تھی، خدائے عز و جل کا ارشاد ہے:

وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً۔ (البقرہ ۱۴۳)

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں

"وسط" کا لفظ اپنے اندر کمال بہتری اور اعتدال تینوں اوصاف کے معانی سموئے ہوا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی اپنی کتاب "المفردات لغریب القرآن" میں لکھتے ہیں:

"کسی چیز کا وسط اس چیز کے بالکل درمیانی حصہ کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے۔ (وسط صلب) اس کا درمیان بہت مضبوط ہے، اور (ضربت وسط رأسہ) میں نے اس کے بالکل بیچ سر پر مارا، یہ لفظ "س" کے فتحہ کے ساتھ ہے، اگر "س" پر سکون کے ساتھ "وسْط" بولا جائے تو اس کا معنی بیچ کا ہوتا ہے۔ کبھی وسط ایسی چیز کو بھی کہتے ہیں جس کے دونوں جانب اچھے نہ ہوں اور وہ خود دونوں جانب کی خرابی سے پاک ہو مثلاً "هذا أوسطهم حسبا" یعنی یہ ان میں سب سے اچھے نسب کا ہے، ایسے شخص کو کہا جائیگا جو اپنی قوم کا سب سے عالی رتبہ ہو، یا اسی طرح ایسی سخاوت جو بخل اور اسراف دونوں کے درمیان میں ہو اسے بھی وسط کہا جائے گا، حاصل یہ ہے کہ وسط کا استعمال افراط اور تفریط سے پاک بالکل درمیان کے معنی میں ہوتا ہے اسی لئے عدل، انصاف اور برابری جیسے معانی کی وضاحت کے لئے اسی لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

وكذلك جعلناكم أمة وسطا (اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے۔)

امام احمد بن جعفر طبری اپنی کتاب "جامع البیان فی تفسیر القرآن" میں فرماتے "وسط" کلام عرب میں برتر و عمدہ کے معنی ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ جب کسی شخص کی عالی نسبی بتانی ہوتی ہے۔ تو کہتے ہیں "فلان واسط الحسب فی قومہ" اور "متوسط الحسب" "وَسَط" اور "وسْط" دونوں استعمال ہوتے ہیں، کہا جاتا ہے" ھو وسط فی قومه و واسط" جس طرح ایک دوسرا عربی لفظ ہے "یابس" کہا جاتا ہے" شاة يابسة اللبن و يبسة اللبن" قرآن کریم میں ہے: فاضرب لهم طريقاً في البحر يبساً۔ عربی شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے:

هم وسط ترضى الأنام بحكمهم
إذا نزلت إحدى الليالي بمعظم

وہ لوگ درمیانی و بہتر ثابت ہوتے ہیں ان کے فیصلہ پر ساری مخلوق مطمئن ہوتی ہے جب کبھی کسی شب میں کوئی سخت بات پیش آتی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں:

میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ "وسط" کا معنی کسی چیز کے دونوں کناروں کا درمیانی حصہ ہے، جیسے گھر کا وسط یعنی مرکزی اور برتری اس معنی میں لفظ "وسط" کے "س" پر زبر ہے، سکون کے ساتھ پڑھنا درست نہیں ہے، نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت مسلمہ کا وصف بتاتے ہوئے انہیں "وسط" قرار دیا مطلب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امت مسلمہ دین کے معاملہ میں ایسی درمیانی متوازن راہ پر ہے، نہ تو ان کے یہاں عیسائیوں کی مانند غلو اور افراط ہے، جنھوں نے رہبانیت اختیار کی اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا کیا بنا ڈالا اور نہ یہودیوں کی مانند کوتاہی اور تفریط ہے جنھوں نے کتاب خداوندی میں تحریف کی نبیوں کو قتل کیا، خدا پر جھوٹ باندھا اور کفر کیا، بلکہ وہ راہ اعتدال پر۔ اللہ تعالیٰ کو اعتدال محبوب ہے اس لئے اسے خدا تعالیٰ نے اس وصف سے متصف قرار دیا۔

حافظ ابن کثیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں: آیت کریمہ

وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً ہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں امت وسط (درمیانی و مرکزی امت) بنایا، تاکہ قیامت کے دن تم تمام امتوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ ہو، آیت کریمہ میں لفظ "وسط" کا معنی مرکزی ہے کہا جاتا ہے "القریش اوسط العرب نسباً و داراً" یعنی قریش سب سے بہتر نسب اور مقام والے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں "وسط" تھے یعنی نسب میں سب سے اشرف تھے۔" اسی طرح مرکزی و درمیانی نماز کو "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کہا گیا۔ احادیث کی کتابوں کے مطابق یہ عصر کی نماز ہے پس جب خدائے عز و جل نے اس امت کو "وسط" سب سے بہتر بنایا تو اسے سب سے مکمل شریعت پائیدار دستور اور واضح ہدایات سے نوازا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" هو اجتباكم وما جعل عليكم في الدين من حرج ملة أبيكم إبراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيداً عليكم وتكونوا شهداء على الناس"۔ (حج ۷۸)

اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جد و جہد کرتا) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو۔"

"فتح القدیر" کے مصنف رقم طراز ہیں: "وكذلك جعلناكم" (ہم نے تمہیں ویسا ہی بنایا جیسا بنانا چاہیے تھا) ایک مطلب یہ ہے کہ جس طرح کعبہ زمین کا درمیانی حصہ ہے، اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا۔ "وسط" کا معنی بہتر اور معتدل ہے، آیت قرآنی کے اندر دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں، عربی شاعر زہیر کے درج ذیل شعر میں بھی دونوں معانی مراد لینا ممکن ہے۔

هم وسط ترضى الأنام بحكمهم
إذا نزلت إحدى الليالي بمعظم

وہ درمیانی اور بہتر لوگ ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے فیصلے پر ساری مخلوق مطمئن ہوتی ہے جب کسی شب میں کوئی سخت بات پیش آتی ہے۔

ایک دوسرا شعر ہے:

أنتم أوسط حي علموا
بصغير الأمر أو إحدى الكبر

تم لوگ درمیانی قبیلہ کے لوگ ہو جنھیں ہر چھوٹی بڑی چیز کی خبر ہوتی ہے۔

آیت کے اندر "وسط" سے عدل کا معنی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے لہٰذا یہی معنی مراد لیا جائیگا۔ اسی معنی میں ایک دوسرے شاعر کا شعر ہے:

لا تذهبن في الأمور مفرطاً
لا تسألن إن سألت شططا
وكن من الناس جميعاً وسطا

معاملات میں حد سے تجاوز نہ کرو اگر سوال کرو تو سوال میں زیادتی نہ کرو اور تمام لوگوں میں بالکل معتدل اور درمیانی انسان بنو۔

چونکہ "وسط" غلو سے بھی پاک ہے اور تقصیر سے بھی دور، اس لئے وسط سزاوار تعریف ہے، یعنی اس امت وسط نے نہ تو غلو کیا جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا، اور نہ اس نے کوتاہی کی جس طرح یہودیوں نے اپنے انبیاء کے سلسلہ میں کی، کہا جاتا ہے "فلان أوسط قومه و وسطهم" یعنی فلاں اپنی قوم میں درمیانی اور مرکزی ہے اسی آیت "وكذلك جعلناكم أمة وسطا ... الخ کی تشریح کرتے

ہو گئے مشہور عالم و صاحب قلم استاد سید قطب لکھتے ہیں:

" اس آیت کے ذریعہ امت مسلمہ کی حقیقت اور اس کا کردار واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ اپنی ذمہ داری کی گرانباریوں کو محسوس کرے اور پھر اس کا حق بھرپور طریقہ پر ادا کرنے کے لئے مناسب تیاری کرے۔

لفظ " وسط " اپنے اندر جن گوناگوں معانی کو سمیٹے ہوئے ہے، امت مسلمہ ان سب کی مصداق ہے خواہ " وسط " کو " وساطۃ " (درمیانی ہونا) سے مشتق مان کر حسن، معتدل اور بہتر ہونے کا معنی مراد لیں، اور وسط کا معنی توازن و اعتدال قرار دیں یا پھر مادی اور محسوس معنی درمیانی حصہ اختیار کریں ـــ امت مسلمہ کے مختلف پہلوؤں سے وسط ہونے کی تشریح اس طرح کرتے ہیں: یہ امت اپنے تصور اور اعتقاد میں امت وسط ہے، شعور اور فکر میں وسط (معتدل و معیاری) ہے، نظم و ضبط میں وسط ہے، میل جول اور تعلقات میں وسط ہے، یہ امت مکانی اعتبار سے بھی وسط ہے۔ اور زمانی اعتبار سے بھی وسط ہے فرماتے ہیں: یہ ذی شان امت جس کی یہ ذمہ داریاں اور عظیم کارگذاری ہے وہ یقیناً اس کی سزاوار ہے کہ گرانباریوں کو اٹھائے اور قربانیاں پیش کرے۔ کیونکہ قیادت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ اور رہنمائی کا فریضہ کچھ قربانیاں چاہتا ہے۔"

اب تک لفظ " وسط " کے ان معانی و مفہوم کا تذکرہ تھا جو کتب تفسیر میں بیان کئے گئے ہیں، اب دیکھیں حدیث شریف نے اس لفظ کے کن معانی کا تذکرہ کیا ہے علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی " مجمع بحار الأنوار " میں ان احادیث کی طرف اشارہ جس میں لفظ " وسط " وارد ہوا ہے نیز ان کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں حدیث پاک میں ہے:

" خیر الأمور أوسطہا " یعنی درمیانی امور تمام کے تمام لائق ستائش ہیں، اور دونوں کنارے مذموم، چنانچہ سخاوت قابل تعریف ہے، کیونکہ یہ فضول خرچی اور بخل دونوں کے درمیان ہے، شجاعت لائق ستائش ہے کہ یہ بزدلی اور جوش کے سبب بے قابو ہو جانے کی صفت کے بیچوں بیچ ہے، ایک چیز جس قدر دونوں کناروں سے دور ہوگی، اسی قدر دونوں کی مذمتوں سے محفوظ ہوگی۔ دونوں کناروں سے سب سے زیادہ دور وسط ہوتا ہے اس لئے وہ بہتر قرار پایا۔ حدیث میں ہے:

" الوالد أوسط أبواب الجنۃ "

یعنی والد جنت کا سب سے بہتر دروازہ ہے والد کی اطاعت جنت میں داخلہ کا بہتر طریقہ ہے، کہا جاتا ہے: " إنہ من أوسط قومہ " یعنی وہ اپنی قوم میں سب سے اشرف اور عالی نسب ہے، وسط، وساطۃ دونوں سے لفظ " وسط " مشتق ہے، کہا جاتا ہے " انظر دارجلا وسیطا " " یعنی حسیبا فی قومہ " اپنی قوم میں حسب نسب والا ہے۔ اسی سے ہے " الصلاۃ الوسطی " کیونکہ یہ نماز اور نمازوں سے افضل اور زیادہ اجر والی ہے، یا یہ کہ یہ نماز دن کی دو نمازوں اور رات کی دو نمازوں کے درمیان ہے۔ اسی اختلاف مفہوم کی وجہ سے اس نماز کی تعین میں اختلاف ہو گیا کہ آیا یہ عصر کی نماز ہے، یا فجر کی یا کوئی اور، اسی معنی میں کہتے ہیں۔ " أوسط الجنۃ وأعلاہا " یعنی افضل جنت "

اس سے معلوم ہوا کہ امت مسلمہ حسن و فضل اور توازن و اعتدال دونوں معنوں میں وسطیت سے آراستہ ہے ایک دوسری آیت میں بھی اس امت کی صفت فضل کا ذکر آیا ہے۔

کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ "

(آل عمران ۱۱۰)

(مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو۔ اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں متعدد احادیث کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" مسند امام احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حضرت حکیم بن معاویہ بن حیدۃ کی روایت اپنے والد سے ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " تم لوگ ستر امتوں کو جا لوگے اور خدا کے نزدیک تم لوگ ان سب سے بہتر اور معزز ہوگے۔" یہ حدیث مشہور ہے امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو سعید سے بھی اس مفہوم کی روایت مروی ہے، اس امت کو یہ مرتبہ و شرف اپنے پاک پیغمبر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ آپ خدا کی سب سے معزز مخلوق اور تمام رسولوں میں افضل ہیں۔

خدا نے آپ کو ایسی کامل شریعت عطا فرمائی جو آپ سے قبل کسی نبی اور رسول کو عطا نہیں ہوئی تھی، اس شریعت پر عمل کی تھوڑی مقدار دیگر لوگوں کے بڑے بڑے اعمال کی مساوی ہو جاتی ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابن زہیر نے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے واسطہ سے محمد بن علی (ابن الحنفیہ) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے حضرت علی بن ابو طالب رض کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کی گئیں، ہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! وہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی میرے لئے مطہر بنا دی گئی۔ اور میری امت کو سب سے بہتر امت بنایا گیا " حضرت امام احمد بن حنبل اس واسطے سے تنہا روایت کرنے والے ہیں، اس کی سند حسن ہے۔

اس امت کی فضیلت پر وہ آیت بھی گویا ہے جس میں خدائے عز و جل نے اس امت کے لئے سربلندی و غلبہ کے حصول کا تذکرہ فرمایا ہے:

وانتم الأعلون إن کنتم مؤمنین۔

(آل عمران ۱۳۹)

اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہوگے۔

لیکن خدائے پاک پروردگار نے اس سربلندی و غلبہ کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے، اس امت کو ایمان ہی کی بنیاد پر سربلندی و غلبہ حاصل ہو سکتا ہے، وہ ایمان جس کا حکم خود خدا نے دیا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی ذات مبارکہ اور اپنے جاں نثاروں کی زندگی میں اسے اتار کر دکھایا ہے۔

یہی ایمان امت مسلمہ کو رفعت و سربلندی اور غلبہ و اقتدار کے بام عروج پر فائز کر سکتا ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں بھی ہے

کنتم خیر أمۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ "

(مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

اس امت کے دوش پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کا دائرہ سارے عالم پر محیط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کے متعلق فرمایا کہ " أخرجت للناس " لوگوں کے لئے سامنے لائی گئی ہے، عربی لفظ " الناس " تمام نسل انسانی کو شامل ہے خدا تعالیٰ نے اس امت کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ فرمایا کہ " أرسل الی الناس کافۃ " ان کی بعثت تمام لوگوں کی طرف ہوئی ہے اور وہ " رحمۃ للعالمین " سارے عالم کے لئے رحمت ہیں، آیت کریمہ ہے

إنا أرسلناک کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ (سبا ۲۸)

اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دیگر انبیاء سابقین کے متعلق آتا ہے کہ وہ اپنی اپنی مخصوص اقوام کو مخاطب بناتے تھے۔ " یا قومی " اے میری قوم! کہہ کر خطاب کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے بھی بیان فرمایا کہ ان کی بعثت ان کی قوموں کی جانب ہوئی تھی، مختلف انبیاء علیہم السلام کے متعلق قرآن کہتا ہے:

" ولقد ارسلنا نوحاً إلی قومہ إنی لکم نذیر مبین " (ہود ۲۵)

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو (انھوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کر ڈر سنانے والا (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں۔

وإلی عاد أخاہم ہوداً (ہود ۴۹)

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)۔

وإلی ثمود أخاہم صالحاً (ہود ۶۱)

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)

وإلی مدین أخاہم شعیباً (ہود ۸۴)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)

ولکل أمۃ رسول فإذا جاء رسولہم قضی بینہم بالقسط (یونس ۴۷)

اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر (بھیجا گیا) جب ان کا پیغمبر آتا ہے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

ندوۃ العلماء کے سو سال

مولانا عبد اللہ عباس ندوی

ندوۃ العلماء کے قیام کو سو سال ہو گئے، ہجری جنتری کے لحاظ سے سو سے اوپر دو سال مزید گزر گئے اور انگریزی کلینڈر کے لحاظ سے ابھی چند قبل ایک صدی پورے ہو گئے ہیں، سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء کو کانپور میں مولانا سید محمد علی مونگیری کی تحریک پر اس انجمن کا قیام منظور کیا گیا تھا، اور مولانا مونگیری ہی اس انجمن کے پہلے ناظم بھی تھے۔ ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالنے کی کیا ضرورت پڑی تھی، اور کن علماء نے اس کی تائید کی تھی، اس کا حال مختصراً مولانا سید سلیمان ندوی کی زبانی سنئے:

" انقلاب و حوادث کے جو طوفان ملک میں اٹھ رہے تھے ان سے حساس مسلمانوں کے دل مضطرب تھے مدارس اور مکاتب کا پرانا سلسلہ ٹوٹ رہا تھا، انگریزی اسکول اور کالج میں مسلمان لڑکے کھنچ رہے تھے، سلطنت کے اثر سے عیسائیت کا چرچا تھا، مشنریوں کے جال ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے، ان کے یتیم خانے ہر جگہ قائم تھے، مسلمانوں اور عیسائیوں میں مناظروں کی گرم بازاری تھی، دونوں طرف سے رسائل لکھے جا رہے تھے، یورپ کے نئے خیالات سیلاب کی طرح امڈے چلے آرہے تھے، عام علماء زیادہ تر پڑھنے پڑھانے میں مصروف، کچھ معمولی معمولی چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے تھے، اور خواص تقلید، عدم تقلید، قرأت فاتحہ، آمین بالجہر اور رفع یدین کے مسائل میں ایسے گھسے تھے کہ مناظرہ مجادلہ اور مجادلہ مقاتلہ بن گیا تھا، خدا کے گھر (مسجدیں) لڑائی کا میدان بن گئے تھے، ایک دوسرے کی تفسیق اور تکفیر پر بڑی مہریں ہو رہی تھیں، مدرسوں میں پرانا فرسودہ طریقۂ درس جاری تھا، جو زمانہ کے انقلاب سے بے کار اور نئے زمانے میں قوم کے لئے نئے رہبر اور رہنما پیدا کرنے سے قاصر تھا "

تحریک کی ابتداء

یہ صورت حال تھی کہ حسن اتفاق تھا مدرسہ فیض عام کانپور کے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر چند نفوس قدسیہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے بیٹھ گئے، وہ حضرات جو ندوہ کی اس تاریخی مجلس تاسیس میں شریک تھے، ان کے نام یہ ہیں استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی، مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا محمد خلیل احمد صاحب مدرس دوم دیوبند، مولانا شاہ اللہ امرتسری مولانا احمد حسن صاحب کانپوری شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب مولانا حکیم ظہور الاسلام صاحب فتح پوری، مولانا عبد الغنی منو رشیلا آبادی، مولانا حکیم فخر الحسن صاحب گنگوہی، مولانا سید شاہ تجمل حسین صاحب دسنوی۔

اس منتخب روزگار جلسہ میں یہ طے پایا کہ باہمی مشورہ سے علماء کی ایک مجلس قائم کی جائے اور آئندہ سال مدرسہ فیض عام ہی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر تمام ہندوستان کے علماء کو اس میں شرکت کی دعوت دی جائے اس مجلس کا نام ندوۃ العلماء قرار پایا اور اشتہارات و اخبارات کے ذریعہ آئندہ جلسہ کا اعلان کیا گیا

مولانا سید محمد علی مونگیری جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد رشید اور حضرت مولانا فضل رحمان صاحب گنج مرادآبادی کے خلیفہ اور رد نصاریٰ میں متعدد کتابوں کے مصنف تھے اس انجمن کے قیام کے محرک اور بانی تھے، لہٰذا نظامت کا بار آپ ہی کے سر ڈالا گیا۔

مولانا مونگیریؒ نے نظامت کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد محسوس کیا کہ ندوہ کے تعارف کے لئے وسیع جد و جہد کی ضرورت ہے، ان کی فرمائش پر مولانا مشتاق علی صاحب نے جو ندوہ کی تاسیس میں شریک تھے، ہندوستان کے اہم علاقوں کا دورہ کیا اور اسی دورہ میں بمبئی گئے وہاں سے کامران ہوتے ہوئے جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ان کے ساتھ ارکان ندوہ کی طرف سے مولانا محمد علی مونگیریؒ کی ایک تحریر بھی تھی، جس میں ندوۃ العلماء کے مقاصد کی وضاحت کی گئی تھی۔ یہ خط دراصل پہلا آئینی بیان تھا، اس میں ندوہ کے جو مقاصد بیان کئے گئے تھے اس میں ایک جامع نصاب تعلیم کی نئی ترتیب کا مسئلہ اہمیت رکھتا تھا۔ دوسرے علماء کے درمیان جو اختلافات تھے ان کو رفع کرنے کی کوشش اس کا بنیادی مقصد تھا

مولانا مشتاق علی صاحب نے وقت کے تمام علماء کے سامنے ان مقاصد کی وکالت کی اور علماء نے اس کی حمایت و تائید کی، اس تحریک کی کامیابی کے لئے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے دعائیں کیں اور تمام مشائخ حرمین نے دل و جان سے اس تحریک کو قبول کیا۔

مولانا شبلی نعمانی کی شرکت

مولانا شبلی نعمانی نے جو اس وقت مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں فارسی کے اسسٹنٹ پروفیسر تھے اس تحریک کا بہت پرجوش خیر مقدم کیا، کیونکہ وہ روم وشام اور مصر کے سیاحت کر چکے تھے، مسلمانوں کی زبوں حالی کا منظر دیکھ رہے تھے، عرب اور ٹرکی میں مسلمانوں کے دینی مدارس کا حال زار ان کے مشاہدہ کی چیز تھی، انھیں ندوۃ العلماء کے مقاصد میں اپنے خواب کی تعبیر اور زخموں کا مرہم دکھائی دیا اور اس تحریک میں پوری سرگرمی کے ساتھ شریک ہو گئے اور اس کے

دعوت کو عام کرنے میں حصہ لیا، اس کے تمام اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے، وہ ایک دل دردمند اور صاحب فکر، اور تاریخ اسلام کے نشیب و فراز سے واقف، اردو فارسی کے شاعر، اردو کو ایک علمی اسلوب عطا کرنے والے صاحب قلم تھے، ان کی شرکت اور سرگرمی سے ندوہ کی شہرت میں وقیع اضافہ ہوا انھوں نے ندوہ کی فکر کو اپنی فکر بنا لیا، اور اس کے لئے اس تندہی اور جانفشانی سے سرگرم عمل رہے کہ عوام الناس نے انہی کو ندوہ کا بانی سمجھ لیا، اور واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ ندوہ کی تاسیس میں شریک نہیں تھے مگر جس جوش و قوت کے ساتھ اس کے لئے سعی کی اس کے لحاظ سے وہ بنیادی ممبروں کی صف میں شمار کئے جانے کے مستحق ہیں۔

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی کی آمد

سید محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء نے اپنی دینی بصیرت اور روحانی و علمی دور اندیشی سے ندوہ پر بڑا احسان یہ کیا کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے خانوادہ کے ایک گل سرسبد کو اپنی رفاقت کے لئے منتخب کیا، ندوہ کی مجلس انتظامی کا چوتھا اجلاس رجب ۱۳۱۲ھ میں منعقد ہوا، جس میں حضرت مونگیریؒ نے اپنی علالت سے مجبور ہو کر استعفیٰ پیش کیا جو نامنظور ہوا، لیکن اسی جلسہ میں انکی رفاقت و مساعدت کے لئے ایک معاون ناظم کی حیثیت سے مولانا سید عبدالحی حسنیؒ کا خطاب عمل میں آیا، یہ عہدہ بھی ناظم کی طرح اعزازی (بلا تنخواہ) تھا، حکیم سید عبدالحی الحسنی ایک جید عالم ماہر طبیب اور ہندوستان کی علمی و ثقافتی تاریخ میں اس درجہ وسیع نظر رکھتے تھے جس نے ان کو اپنے معاصرین میں ممتاز مقام عطا کیا تھا، ان کی آٹھ جلدوں میں مرتب کردہ علماء ہند کی ببلیوگرافی جس کا نام "نزہۃ الخواطر" ہے، اس وقت اپنے موضوع پر منفرد علمی و تاریخی ماخذ ہے۔ حکیم سید عبدالحی حسنی نے جس اخلاص اور خاموشی و تندہی سے ندوہ کی فی سبیل اللہ خدمت کی، اس کا بھرپور اعتراف حضرت مونگیری نے ندوہ کے اجلاس منعقدہ بریلی میں کیا۔

مخالفت میں چالیس کتابیں

مسلمانوں کا کوئی کام ایسا نہیں دیکھا گیا جس کی مخالفت خود مسلمانوں ہی نے نہ کی ہو، ندوہ ابھی اپنے تمام علمی و دینی مصالح اور تعلیمی مشن کے ابتدائی دور میں تھا کہ اس کی مخالفت کا بازار گرم ہوگیا، تمام علمائے کرام جن میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا محمد علی مونگیری، علامہ شبلی اور مولانا سید عبدالحی حسنی جیسے دردمندان قوم اور علم و روحانیت کے آفتاب و ماہتاب تھے، ان پر کفر کا فتویٰ صادر ہوگیا اور یہی نہیں بلکہ جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر گردانا گیا، ندوہ کی مخالفت میں صرف ایک حلقہ سے چالیس کتابچے شائع ہوئے اور اس کی مخالفت کو تیز کرنے کے لئے چار رسالے یکے بعد دیگرے جاری کئے گئے جن کے نام یہ ہیں "جذوہ" ماہنامہ "جذوہ" پندرہ روزہ، اور "حلوہ" ماہنامہ اور "جذوہ" ہفتہ وار یہ سب ۱۳۱۲ھ اور ۱۳۱۳ھ میں نکلے اور بند ہوئے، اس کے جواب میں ندوہ سے کوئی رسالہ تو نہیں جاری کیا گیا البتہ حضرت مولانا محمد علی مونگیری مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی، مرزا حیرت دہلوی اور مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کے چھوٹے بھائی مولانا حکیم محمد ایوب پھلواروی نے ایک کتابچہ تحریر کیا، مخالفت کی بنیاد یہ تھی کہ ندوہ مختلف مسلکوں کا معجون مرکب ہے جس میں نیچری اور وہابی بھی شریک ہیں اور ندوہ مقلدین اور غیر مقلدین کے باہمی اختلافات کو ختم کرانے میں کوشاں ہے۔

ایک دار العلوم کا قیام

انجمن ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسوں کا جو سلسلہ ۱۸۹۴ء سے شروع ہوا تھا وہ باوجود مخالفتوں کے بڑے دھوم دھام اور جوش و خروش سے ہوتا رہا، ندوہ نے جو اصلاح نصاب کی تجویز پیش کی تھی اس کے مطابق ایک نصاب تیار کیا جس میں منطق و فلسفۂ یونانی کی کتابیں کم کر دیں، اور انگریزی، ہندی کا اضافہ کیا، اس کے علاوہ نئے عصری علوم سے تعارف کرانے کے لئے چند کتابیں مقرر کیں، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی ... التفات اور حقیر درجہ کے مضامین سمجھے جاتے تھے، ان کو نصاب میں نمایاں جگہ دی اور اگرچہ اب تک ندوہ کی انجمن کے ممبروں میں ہندوستان کے چوٹی کے علماء اور ہر حلقہ کے بزرگ شریک تھے، ٹونک، دہلی، دیوبند، فرنگی محل کے سربرآوردہ علماء اور ذمہ دار شخصیات اس کی موید تھیں مگر ندوہ کا تجویز کردہ نصاب قبول کرنے پر کوئی راضی نہ ہوا۔ اس کا سبب علمی کم اور جذباتی زیادہ تھا، اس جمود پسندی کی توجیہ ندوہ کے ایک سرگرم رکن حضرت شاہ سلیمان پھلواروی نے ایک جلسہ میں اس طرح کی ہے!

"لوگوں کے ہاتھ میں چند برس جو لاٹھی رہ جاتی ہے اس کا چھوڑنا بھی مشکل ہوتا ہے تو جس نصاب کو صدیوں سے سینوں سے لگائے چلے آ رہے ہیں اس کو چھوڑنا کتنا مشکل ہوگا"

بہرحال ندوہ کے اراکین نے جن کے سرخیل اس کے بانی مولانا سید محمد علی مونگیری تھے پوری کوشش کی کہ ندوہ کے تجویز کردہ نصاب کو مدارس اسلامیہ قبول کرلیں، مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی، ضرورت کا اعتراف سبھوں نے کیا مگر عملی طور پر قدیم نصاب تعلیم میں تبدیلی لانا ان کے بس میں نہیں تھا، اس لئے مولانا مونگیری نے ۱۱ محرم ۱۳۱۳ھ کی مجلس انتظامیہ میں یہ تجویز رکھی کہ ندوہ خود ایک دار العلوم قائم کرے جہاں اس نصاب تعلیم کا تجربہ کیا جائے، اس تجویز کے پاس ہونے کے بعد عملی سوال اٹھے، جن میں فراہمی چندہ، اس شہر کا تعین جہاں دار العلوم قائم ہو، پہلے رائے ہوئی کہ دہلی میں قائم ہو، پھر مولانا حبیب الرحمن خان صاحب کے اصرار پر لکھنؤ کا انتخاب کیا گیا اور شوال ۱۳۱۵ھ مارچ ۱۸۹۸ء میں ندوہ کا مؤقر وفد لکھنؤ آیا جس کے میزبان خان بہادر منشی اطہر علی وکیل و آنریری مجسٹریٹ تھے (جن کے نام پر ندوہ کا ایک ہاسٹل "رواق اطہر" ہے) اور منشی احتشام علی صاحب رئیس کاکوری استقبال کرنے والوں میں تھے، منشی احتشام علی صاحب نے اپنی ملکیت کی ایک زمین عطا کی (جہاں اس وقت دار العلوم ندوۃ العلماء قائم ہے) لیکن جب تک ندوہ کی عمارتیں تعمیر نہ ہوں اس وقت تک کے لئے ایک مکان ...

نے گولہ گنج میں واقع ایک عمارت خاتون منزل نو ہزار روپے میں خرید کر ندوہ کو عطا کر دی۔

اس طرح ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو گولہ گنج میں دار العلوم ندوۃ العلماء کا افتتاح عمل میں آیا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس افتتاحی جلسہ میں مولانا عین القضاۃ صاحب، مولانا ابو الغنا عبدالمجید صاحب فرنگی محلی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا شاہ سلیمان پھلواروی مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی، منشی احترام علی صاحب، منشی احتشام علی صاحب کاکوروی، حکیم عبدالعزیز صاحب جھوائی ٹولہ، محمد نسیم صاحب وکیل، شیخ مشیر حسین صاحب تعلقدار گدیہ، شیخ اصغر علی تاجر عطر شریک تھے، گویا ہندوستان کے مشہور و جدید علماء اور لکھنؤ و اطراف لکھنؤ کے رؤساء، اور با اثر حضرات کا ایک بہترین مجموعہ تھا، ابتدائی چندہ دینے والوں میں سرفہرست حضرت مولانا محمد علی مونگیری، علامہ شبلی نعمانی، مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی اور مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی تھے۔

شہرت اور کام کی رفتار

ندوہ کی شہرت اس کے سالانہ جلسوں اور منتخب علماء کی شرکت ایک حلقہ کی شدید مخالفت کے باوجود چند برسوں میں اس درجہ پھیل گئی کہ پورے ملک کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوگئیں۔ حجاز اور مصر کے علماء بھی اس تحریک سے غافل نہ تھے، ندوہ نے جو تعلیمی معیار پیش کیا اور ملک کو اچھے خطیب، انشاپرداز ادیب، صحافی، مدرس، محدث، مفسر دیئے جن کی نیک نامی کا فائدہ اس انجمن کو اور اس کے قائم کردہ دار العلوم کو پہونچا لیکن عام مرجوعہ حاصل نہیں ہوا، اور مخالفتوں کا پہلے ایک مورچہ تھا اب کئی ہو گئے، قدیم مدارس نے بھی رقابت محسوس کی اور اس کے خلاف عوام میں نفرت پھیلانے اور اس کے نصاب کی تحقیر کرنے میں کمی نہیں کی، بعض بڑے مدارس کے چندہ وصول کرنے والے سفراء بھی ...

کہ ندوہ ایک کالج ہے جہاں اتوار کو چھٹی ہوتی ہے اور انگریزی طرز رہائش ہے، اور یہاں کے پڑھے ہوئے لوگوں کو سوائے عربی اخبارات پڑھنے کے کچھ نہیں آتا۔

یہ اسباب تھے جن کی بناء پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے دور نظامت سے پہلے تک طلبہ کی تعداد بہت کم تھی، عمارتیں خالی پڑی تھیں اور کبھی کوئی تجویز پیش کرتا کہ اس کو مدرسہ عالیہ کلکتہ کی طرح ایک کالج بنا دیا جائے، کوئی کہتا کہ اس کے پاس زمینیں بہت ہیں یہاں مدرسہ نسواں قائم کرانا چاہئے کوئی ٹیکنیکل اسکول کھول دینے کی تجویز پیش کرتا، آمدنی بہت محدود تھی، اساتذہ کو کئی کئی مہینے تنخواہ نہ ملتی، طلبہ کو وظائف زیادہ نہیں دیئے جاسکتے تھے، پھر درمیان میں اسٹرائکیں بھی ہوتی رہیں اور بقول مولانا عبدالباری کے "اونچی دکان بھی سامان ندارد تھا" لیکن اس کا دوسرا روشن پہلو بھی تھا ندوہ کے فضلاء نے اپنی علمی دھاک قائم کر دی تھی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی جو علامہ شبلیؒ کے خاص تربیت یافتہ تھے اپنا علمی وزن رکھتے تھے، بعد میں مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا عبدالرحمن کاشغری ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے عرب ممالک سے اپنی ادبیت کا لوہا منوا لیا تھا، علامہ رشید رضا کی آمد اور ندوہ سے عربی ماہوار رسالہ "الضیاء" کا نکلنا جو سب سے پہلا عربی رسالہ تھا جو کسی غیر عربی ملک سے نکلا تھا اور جس کے قدر دانوں میں علامہ شکیب ارسلان، محب الدین الخطیب اور ازہر کے علماء بھی تھے، وہاں کے وقیع عربی پرچوں میں ندوہ کے علماء کی علمی تحقیقات شائع ہوتی رہیں، "الضیاء" کے خاص لکھنے والوں میں کاشغری صاحب، مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، مولانا ابو اللیث ندوی اصلاحی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تھے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اولین تحریر جو عرب ملک میں شائع ہوئی وہ ان کا ایک رسالہ تھا جو حضرت سید احمد شہیدؒ پر لکھا گیا تھا، یہ کتاب مصر میں اس وقت چھپی تھی جب مصنف کی عمر ۱۶ سال کی تھی۔

علماء نے اخلاص اور دعاؤں کے ساتھ قائم کیا تھا، اس کی اصل کامیابی مقدر تھی کہ وہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے ہاتھوں ہو، جن کی عالم اسلام میں وہ عزت و شہرت ہے جو ان سے پہلے کسی عالم کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ اب ہے، ان کی ایک کتاب کے بیسیوں ایڈیشن مصر سے شائع ہوئے، اور کوئی تحریر ایسی نہیں ہے جس کو وہاں کے چوٹی کے ادباء، مفکرین اور علماء قدر و عزت کی نگاہ سے نہ دیکھتے ہوں، ان کی بین الاقوامی شہرت و عزت نے ندوہ کو بھی وہ عروج بخشا جس کا خواب ان کے والد ماجد اور مولانا محمد علی مونگیریؒ علامہ شبلی نعمانی اور شاہ سلیمان پھلواروی نے دیکھا تھا۔

آج ندوہ ان کے نام سے وابستہ ہے، ندوہ کو بین اقوامی عزت اور مقام صرف ان کی نسبت سے حاصل ہے، ان کی تصنیف کردہ نصابی کتابیں آج عرب ممالک کے مدارس اور یونیورسٹیوں میں داخل ہیں۔ وہاں کے دانشور اس پر فخر کرتے ہیں کہ انھوں نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ندوہ کے چھٹے ناظم ہیں، مولانا محمد علی مونگیری پہلے ناظم تھے، ان کے بعد مولانا مسیح الزماں خاں شاہجہاں پوری، مولانا سید عبدالحی حسنیؒ نواب سید علی حسنؒ، ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ بالترتیب ناظم کے عہدہ کو زینت بخشتے رہے۔

کلی سے گلستاں تک آج

ندوہ اس کے اس دار العلوم سے عبارت ہے جو ندوہ کے قائم ہونے کے چھ سال بعد قائم ہوا تھا اور جو عرصہ سے ایک پرانے قلعہ کی طرح اپنے آباد کرنے والے کا انتظار کر رہا تھا، خدا کا شکر ہے کہ اس وقت اس کے کیمپس میں دو ہزار سے زیادہ طلبہ نوّے اساتذہ اور اسٹاف کے کارکن رہتے ہیں، اس کے [illegible] ملحقہ مدارس ہیں۔ ہر سال ہزار ڈیڑھ ہزار طالب علموں کی درخواستیں اس لئے نامنظور کی جاتی ہیں کہ کلاس روم میں جگہ ہے نہ دار الاقاموں میں، ندوہ کا اپنا نصاب تعلیم ہے جس کے مطابق کتابیں زیادہ تر خود مولانا سید ابوالحسن رابع حسنی اور مولانا واضح رشید، مولانا عبدالماجد ندوی، مولانا سعید الرحمن ندوی کی تصنیف کردہ ہیں۔ فقہ، حدیث، ادب، تفسیر کی تمام کتابیں اکثر و بیشتر ندوہ کے فضلاء پڑھا رہے ہیں، اور معیار کا یہ حال ہے کہ مصر کے مشہور عالم علامہ شیخ محمد مجذوب جو مدینہ یونیورسٹی میں استاد رہ چکے ہیں انھوں نے تمام مدارس کا دورہ کرنے کے بعد ندوہ کو منتخب کیا جہاں اپنے پوتے کو حصول علم کے لئے داخل کریں اس وقت یہاں غیر ملکی طلبہ میں انڈونیشیا ملیشیا، بنگلہ دیش کے علاوہ نائیجیریا الجزائر کے طلبہ بھی ہیں، عرب طلبہ کی کثرت سے درخواستیں بھیجتے ہیں، مگر رہائش کی مجبوری اور کلاس روم کی قلت کی وجہ سے ان سے معذرت کی جاتی ہے۔

بقیہ عید الفطر اور ہماری قوم

طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے۔ وہی زمانہ جو کل تک اس کی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا آج اس کے بستر کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ (قرآن کریم) نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یخلق ما یشاء وھو العلیم القدیر۔

"اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا پھر بچپنے کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی، پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہی تمہاری تمام حالتوں کا علم اور حال کا ایک اندازہ کر دینے والا ہے۔"

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا اب صدعیب پیری کی منزل سے گزر رہا ہے۔ شاید اس کے بعد اب منزل درپیش ہے۔ چراغ تیل سے خالی ہوتا جا رہا ہے اور چولہا خاکستر سے بھرتا جا رہا ہے۔ گذشتہ باتوں کی طرف ایک یاد رہ گئی ہے۔ اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں۔ صبح فنا آ گئی ہے تو شمع سحر کو کچھ ہمارے لئے جگہ نہیں رہی۔ بہتر ہے کہ اوروں کے لئے اسے خالی کر دیں۔ ہم نے ایک معمور برس سے زیادہ عرصہ تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے۔ اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں۔ حکمرانی کے تخت پر بھی رہے اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے علم کی سرپرستی بھی کی اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اب حسرت و آرزو کے ماتم کدے میں ہیں تو اس میں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں۔ زمانہ نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ تعاقب دیر نہ کرے اور ہمارا افسانۂ عبرت ہمیشہ مسافران عالم کو یاد آ کر خون کے آنسو رلائے گا گویا ہم صفحہ ہستی پر تھے۔ ایک حرف غلط کے مٹا بھی تو ایک نقش بٹھا کے اٹھے۔

بقیہ غزوۃ الکبریٰ

کفار قریش اپنی طاقت، ساز و سامان کی کثرت اور سرداران قریش کی شجاعت و نخوت کے نشہ میں سرشار تھے، جنگ سے پہلے تین روز تک شراب نوشی گانے بجانے اور رقص و سرود کی محفلوں میں ہمہ تن ڈوبے رہے، ادھر مسلمان خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں سرنگوں، فتح و کامرانی کے لئے دعاگو، جنت و شہادت کے شوق میں سجدہ ریز تھے جنگ کے قائد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کر رہے ہیں کہ بارالٰہا تو اپنے ان مومن بندوں کو فتح و کامرانی نصیب فرما اگر یہ ہلاک ہوئے تو اس زمین میں پھر تیری عبادت نہ ہو سکے گی، پیشانی رگڑ رہے ہیں اور رو رہے ہیں ان کے جاں نثار رفیق حضرت ابوبکرؓ کہہ رہے ہیں کہ بس کیجئے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا، اس کے بعد معرکہ شروع ہوا اور مسلمانوں کی فتح ہوئی، قریش کے ستر افراد ہلاک اور ستر قیدی ہوئے کفار کے نامور اور بڑے سردار ابوجہل، امیہ بن ابی خلف عتبہ، شیبہ، ولید ہلاک ہوئے، کفر کی دنیا میں ہلچل مچ گئی اور دیار قریش ماتم کدہ بن گیا اسلام خدا تعالیٰ کے اس انعام پر شاداں و فرحاں مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

"وکان حقا علینا نصر المؤمنین"

"ہم ایمان والوں کی کامرانی ضروری سمجھتے تھے"

کے بموجب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور یہ قافلہ اپنا پیغام دعوت لے کر چل پڑا۔

عید الفطر اور ہماری قوم

مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک فکر انگیز تحریر

عید آمد و افسردہ غم را دگر
ماتم زدہ را عید بود ماتم دیگر

دنیا کی ہر قوم کے لئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں جن کو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھ کر عزیز رکھتی ہے۔ اور قوم کے ہر فرد کے لئے ان دنوں عیش و نشاط کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کا جشن اور ماتم، خوشی اور غم، مرنا اور جینا، جو کچھ تھا خدا کے لئے تھا:

"کہہ دے کہ میری نماز، میری تمام عبادتیں، میرا مرنا میرا جینا، جو کچھ ہے اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔"

اور ان کا جشن و نشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامیابیوں میں نہ تھا مگر ان کے ارادے مشیت الٰہی کے ماتحت اور خواہش رضائے الٰہی کی محکوم تھیں ان کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اس کی یاد سے غافل اور زبان اس کے ذکر سے محروم ہو جائے اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اس کی اطاعت سے جھکے ہوئے اور زبان اس کی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو:

"ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اور وہ کسی طرح کا تکبر اور بڑائی نہیں کرتے۔ رات کو جب سوتے ہیں تو ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور وہ امید و بیم کے عالم میں کروٹیں لے کر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔"

ان کو بارگاہ الٰہی سے طاعت و شکر گزاری کے جشن کے لئے دو دن ملے تھے۔ پہلا دن عید الفطر کا تھا، یہ اس ماہ مقدس کے اختتام اور افضال الٰہی کے دور جدید کا اولین یوم کا جشن تھا جس میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام سے انسان کو مخاطب فرمایا: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم اول اول

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انھیں وہ نور صداقت کتاب مبین دی گئی، جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھولی۔

"بیشک خدا کی طرف سے تمہارے پاس (قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی۔ اللہ اس کے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہیں ہدایت کرتا ہے۔"

انسانی ضمیر کی روشنی جب کہ ظلمت و ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بد اعمالیوں کے پردے ڈال دیئے تھے، قوانین الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھ گیا تھا اور طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں۔

"خشکی اور تری دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے فساد پھیل گیا۔"

اس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کے لئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بن کر آیا، اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی، افضال و نعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا، نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیا، نئی تعلیم گو نہیں لایا، لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونک دی۔ مختصر یہ کہ فطرت اور نوامیس فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی۔

"یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے۔ جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ یہی (راہ فطرت) دین کا سیدھا راستہ ہے مگر اکثر آدمی ہیں جو نہیں سمجھتے۔"

یہی مہینہ تھا جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا، اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گزشتہ رسولوں کی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا، وہ سب کچھ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخش دیا گیا۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما
ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر

"قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا میں ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے۔"

یہی رات تھی جس میں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد علیہ السلام کو دی گئی تھی۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔

"اور ہم نے زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہوں گے۔"

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بنی اسرائیل) زمین کی وراثت پر قابض رہے اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی:

یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔

"اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر انعام کیں، اور نیز یہ کہ ہم نے تم کو (اپنی خلافت دے کر) تمام عالم پر فضیلت بخشی۔"

یہی مہینہ، اور یہی لیلۃ القدر تھی، جس میں اسی الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ (بنی اسرائیل) سے لے کر (بنی اسماعیل) کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمان محبت جو خداوند نے بیابان میں (اسحٰق) سے باندھا تھا، وہ پیغام بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا، وہ الٰہی رشتہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحاق نے بزرگ موسیٰ کی امت سے جوڑا تھا، اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی۔ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا۔ (داؤد) کے بنائے ہوئے (ہیکل) کا دور عظمت ختم ہو چکا تھا، اور وہ وقت آ گیا تھا کہ اب (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تخت جلال کبریائی بچھایا جائے۔ یہ نصب و عزل، عزت و ذلت، قرب و بعد اور ہجر و وصال کی رات تھی، جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا۔ ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی، اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصل کی کامرانی عطا کی گئی۔ ایک کا پلا ہوا دامن خالی ہو گیا مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر گئی۔ ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا: ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ۔

"بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانیوں کی

اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آ گئے۔" لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا:

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔

"تم میں جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جس طرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اس نے بخشی تھی۔"

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے "عبادی الصالحون" کی شرط لگا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی، اس کی نشانیوں کو جھٹلایا، اس کے احکام سے سرتابی کی، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی تبلائی ادنیٰ چیزوں سے بدل دینا چاہا:

اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر۔

"خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو ان کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں۔"

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لئے نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے صالحوں کو چن لیتا ہے، تاکہ اس کی طہارت کے ذمہ دار ہوں۔ لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگا دیا، تو اس کی رحمت غیور نے (کوہ سینا) کے دامن میں (ابراہیم) کی وادی کو اپنا گھر بنایا۔ اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر (حجاز) کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا، تاکہ آزمایا جائے کہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے؟

ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض لننظر کیف تعملون۔

"اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟"

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا، اس نئے دور کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا، اس لئے اس کے ورود کو عید الفطر کا جشن ملی قرار دیا، تاکہ افضال الٰہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے۔ اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اس کے سامنے سربسجود ہو:

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم

الناس فآواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔

"اور اس وقت کو یاد کرو جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے، اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ نہ لے جائیں، لیکن خدا نے تم کو جگہ دی، اپنی نصرت سے مدد کی، عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کر دیا۔ اور یہ اس لئے تھا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا۔ اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے بہت جلد ایک گمراہی ان کے آگے آئے گی۔

اب یہ روز یادگار اگر یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں، بلکہ حسرت و نامرادی کیلئے اگر یادآور واقعات ہے تو عطا و بخشش کی فیروز مندی کے لئے نہیں، بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کے لئے، پہلے اس کامرانی کی یاد تھا کہ ہم دولت قبولیت سے سرفراز ہوئے مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا تھا جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا، اور اب اس دور شکست و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے پہلے یکسر جشن و نشاط تھا مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے جشن تھا تو قرآن کریم کے نزول کی یادگار کا جس نے پہلے دن اعلان کر دیا تھا کہ:

یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً۔

"مسلمانو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کے احکام سے سرتابی نہ کی، تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کر دے گا۔"

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی اس پیشن گوئی کے ظہور کا کہ:

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔

"اور جس نے ہمارے حکم سے روگردانی کی اس کی زندگی دنیا میں تنگ ہو جائے گی۔"

پہلے اس کی (البشارت) کو یاد کر کے جشن مناتے تھے اور اب وہ وقت ہے کہ اس کی (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا، البتہ عبرت اور موعظت کی ایک یادگار ضرور ہے۔

وکذٰلک انزلنٰہ قرآناً عربیاً وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکراً۔

"ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا، اور اس میں طرح طرح کی وعیدیں

بیان کیں تاکہ شاید ان کے دلوں میں عبرت اور ذکر پیدا ہو۔"

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آئیں پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جائے؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں، اور میں افسانہ غم چھیڑ کر آپ کے لذت عیش کو منغص کر دوں۔ مگر یہ عید الفطر کا جشن ملی ایک روز ذکر و رحمت الٰہی کی یادگار، ایک افتخار کی بخشش کا یادآور اور ایک یوم کامرانی و فیروزی و فتح مندی تھا! اس وقت کے لئے جشن و سرود کا دن تھا، جب تک یہ سرتاج خلافت سے بلند ہونے کے لئے اور جسم خلعت نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے۔ عزت و عظمت جب ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی۔ خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا، اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر متمکن تھے۔ لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا ہے۔

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت تھیں، لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہوائے نفس کی تبلائی ہوئی راہ مذلت سے بدل لیا، اس کے عطا کئے ہوئے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہم کو راس نہ آیا۔ اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے، عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا۔ ہم نے بہت سی عیدیں تخت حکومت و سلطنت پر دیکھیں، اور ہزاروں شادیانے سر پر خلافت کے آگے بجوائے ہم پر صدہا عیدیں ایسی گزریں، جب دنیا کی قومیں ہمارے آگے سربسجود تھیں، اور عظمت و شوکت کے تخت الٹے ہوئے ہمارے سامنے تھے۔ اب عید کے عیش و طرب کی صحبتیں ان قوموں کو مبارک ہوں، جن کی عبرت و تنبیہ کے لئے اب تک ہمارا وجود بار زمین ہے۔ ان کو خوش نصیب سمجھے۔

درکار ماست نالہ و من در ہوائے او
برانہ چراغ مزار خود یم ما

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیام تھی کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صفحہ اولین تھا، اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا۔ اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا تھا کہ بداعمالیوں نے کیوں کر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکات الٰہی کا مہبط و مورد بنایا؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی

پر نیر درخشاں بن کر نمودار ہوئی تھی؟ لیکن

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔

یقین کیجئے کہ اپنے دل اندوہ پرست کی مجبوریوں، بیقراریوں سے ایک غمزدہ ماں جو سال بھر کے اندر اپنے کسی فرزندوں کو کھو چکی ہو اگر عید کے دن اس کو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھ کر خوشی ہوگی۔ تو ایک ایک کر کے اس کے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آ جائیں گے۔ ایک بدبخت جو اپنا تمام متاع غفلت و بے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو، عید کے دن جب لوگوں کی زریں قباؤں اور جواہر کلاہوں کو دیکھے گا تو ممکن نہیں کہ اس کو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آ جائیں۔

اور دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت تھیں، لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایتیں اوروں کے لئے بے مثال عبرت ہے یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بے خود ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں بزم جشن کی تیاریاں کس کے لئے، جب کہ دنیا اب ہمارے لئے ایک دائمی ماتم کدہ بن گئی ہے؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگا دیجئے، عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالئے، عطر کی شیشیوں کو اپنے بخت زبوں کی طرح الٹ دیجئے اور اس کی جگہ مٹھیوں میں خاک و گرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر ڈالئے۔ زریں کلاہوں اور ریشمی قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے:

ماخانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوشش از دیار ما نیست

لیکن اس طلسم سرائے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و ہوسرشاری سے ہے ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غمزدوں کی یہ آہیں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں۔ تاہم اس کو تو نہ بھولئے وہ ایک عالمگیر برادری ہے جس میں چین کی دیوار سے لے کر افریقہ کے صحرا تک چالیس کروڑ انسان ایک ہی رشتے کی زنجیر میں منسلک ہیں۔ اگر تقبلان ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں۔ تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے جو آپ کو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے۔ اگر آپ کے اخوان ملت کو جرم وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی ہیں تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہ ہوں۔ اسلام کی اخوت عمومی تمیز قوم و مرز و بوم سے پاک ہے، اور اس کا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔

لعلکم تتقون۔

پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بے قرار ہے تو تمام جسم کو اس کی تکلیف محسوس ہونی چاہئے۔ اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے، اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ آئے اگر غفلت کی سرگرمیوں نے پچھلے حوادث بھلا دیئے ہیں تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے دقف ماتم ہو جانے کے لئے کافی ہے۔

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے۔ بچپنے سے لے کر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی و نشو و نما، عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے۔ ہر چیز بڑھتی ہے، اور ہر قوت میں افزائش ہوتی ہے جو دن آتا ہے، طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے۔ طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے۔ اور اس خوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آ جاتا ہے۔ اس طلسم زار ہستی میں انسان کے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں، تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے، اور اگر مسرور ہوں تو ہر منظر مرقع انبساط ہے۔ عہد شباب و جوانی میں آنکھیں مسرت ہوتی ہیں، اور دل جوش و امنگ سے متوالا۔ غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہا ہے۔ خزاں کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے، تو بہشت کیوں نہ خوش نظر آئے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں۔ جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے طاقت جواب دے دیتی ہے، اور عیش و مسرت کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ جو دن بھی آتا ہے موت و فنا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے۔ اور جو دن گذرتا ہے، حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے۔ دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے، لیکن دل کے بدلتے ہی آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں۔

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے۔ ایک قوم پیدا ہوتی ہے، بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے۔ یہ وقت کاروبار زندگی کا اصلی دور صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے۔ جہاں جاتی ہے عروج و اقبال اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے دنیا اس کے استقبال کے لئے دوڑتی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو زمانہ آتا ہے اس کو "پیری و صد عیب" کا زمانہ کہئے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں اور چراغ میں تیل کم

غزوہ بدر الکبریٰ

ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی
صدر شعبۂ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد

دنیائے اسلام اس وقت روحانی ٹریننگ کے دقفہ میں ہے۔ رمضان مبارک نفسیاتی، روحانی اور اخلاقی قوتوں کے حصول کا سرچشمہ ہے کوئی بھی قوم نہ اس سے بے نیاز ہو سکتی ہے اور نہ بغیر اس قوت کے زندگی کو اچھی طرح سنوار سکتی ہے۔ ضروری ہے کہ حق اور آزادی کی راہ میں بھوک پیاس اور نفسانی خواہشات اور جذبات پر صبر اور اس سے محرومی کی مشق پائی جاتی ہو، روزہ ان چیزوں کی محرومی سے چند گھنٹوں کی مشق کراتا ہے اگر ان چند گھنٹوں کی محرومی پر قابو پالیا جائے تو بڑے کٹھن اور دشوار وقت میں بڑا سے بڑا معرکہ سر کرنا آسان ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ان چند گھنٹوں میں صبر و تحمل کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور شکست تسلیم کر لی تو پھر کسی بھی آڑے وقت میں اس کے لئے چند لمحے بھی ٹھہرنا ممکن نہ ہو گا۔ جو شخص کسی چھوٹے سے میدان میں شکست سے دو چار ہو جائے تو وہ بڑے میدان میں اپنے اور اپنی قوم کے لئے کامرانی اور فتح حاصل کرنے میں ناکام ہوگا "یہی وہ تربیت، ٹریننگ اور نفسانی خواہشات پر قابو پالینے کی سند تھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو دربار نبوت سے حاصل ہوئی تھی اور وہ ۱۷ رمضان مبارک ۲ھ میں اتنے بڑے معرکہ میں ثابت قدم رہے اور کامیابی حاصل کی جبکہ ان کی تعداد کم سامان تھوڑا، دشمن خوفناک اور تعداد و سامان جنگ میں کئی گنا زیادہ۔ یہ رمضان کی برکت تھی جس نے ان کے دلوں میں قوت و آزادی کی لگن اور حق کے لئے جاں نثاری کی روح پھونک دی تھی۔

یہ معرکہ بدر تھا جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بڑے پر زور الفاظ میں فرمایا ہے۔

"ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ، فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون، اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین، بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین، وما جعلہ اللہ الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم بہ، وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔"

ترجمہ: اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے سو سامان تھے، سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگزار ہو جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہیں ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جائیں گے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے، اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آپہونچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع سے بنائے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست اور حکیم ہے۔

آیئے ہم اس عظیم الشان اور تاریخ ساز معرکہ کے سایہ میں چند لمحے گذاریں جس نے انسانیت کو وہ سب کچھ دیا جس پر اسے آج فخر و ناز ہے یہ اسی اسلام اور پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

بہار آج جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پودا انھیں کی لگائی ہوئی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کرنا کفار قریش کو ناگوار گذرا، اور انھوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا، مختلف طریقوں سے انھیں نقصانات پہونچانے اور دعوت کے پھیلنے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے سے دریغ نہ کیا، اگر اکا دکا مسلمان مل گیا تو شہید کر دیا، لوٹ لیا یا دھوکہ سے بلا کر قتل کر دیا، مکہ مکرمہ میں مسلمان مہاجروں نے جو اپنی زمینیں، جائدادیں اور مال و اسباب چھوڑے یا کفار قریش نے چھوڑنے پر مجبور کیا تو اس پر انھوں نے قبضہ کر لیا، نیلام کر دیا یا ضائع کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص اور بدلہ کے طور پر قریش کے قافلوں اور مال بردار مسافروں سے تعرض کا پروگرام بنایا اور اس سلسلہ میں سات حملوں کا ذکر کیا گیا ہے جو جنگ بدر سے پہلے پیش آئے اور اس میں حکم دیا گیا کہ صرف مال و سامان پر قبضہ کیا جائے جانی نقصان سے بچا جائے۔ اور چونکہ مال کے بدلہ میں مال و اسباب لینے کے لئے یہ سریے بھیجے

شریک تھے کیوں کہ یہ صرف ان کا حق تھا اور حق آج بھی بین الاقوامی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، ان ساتوں سریے میں کسی انصاری کا ذکر نہیں ملتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ قریش کے قافلوں کا روکا جانا صرف مہاجرین کے مال و جائداد پر قبضہ کر لینے کے بدلہ میں تھا، یہ سبب جنگ بدر کا بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان قریش کا ایک تجارتی قافلہ لے کر شام گئے اور وہاں سے بہت سارے مال و اسباب کے ساتھ واپس ہو رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل گئی آپ نے بنفس نفیس اس قافلہ کے تعرض کرنے اور روکنے کا ارادہ فرمایا اور پہلی بار حضرات انصار کی ایک بڑی تعداد ساتھ میں نکلی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے ابوسفیان کے قافلہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابوسفیان کو جلد ہی خبر مل گئی اور مکہ مکرمہ اطلاع بھیج دی کہ مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں قافلہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں، مکہ میں خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پورا مکہ جوش غضب سے مشتعل ہو گیا، اس قافلہ میں سامان بھی تمام قبائل کا تھا اور بڑا قیمتی و گرانقدر تھا، انتقام کی لہر دوڑ پڑی اور ابوجہل نے اس آگ کے بھڑکانے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا، لشکر تیار ہوا اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا، بدر مدینہ منورہ سے ۱۵۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ کی راستے میں ہے پہلے ایک کنواں اور چند گھر تھے اب ایک شہر ہے، بدر سے کچھ پہلے لشکر قریش کے پاس ابوسفیان کا قاصد ملا کہ وہ سمندر کے کنارے ہوتا ہوا بچ کر نکل آیا ہے اس لئے لشکر واپس آجائے اور مدینہ پر فوج کشی نہ کی جائے قریش کے سرداران عتبہ، شیبہ، ولید نے اس بات سے اتفاق کیا اور واپسی کا ارادہ کر لیا مگر ابوجہل نے اس رائے سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں ہم بدر پہونچ کر وہاں ٹھہریں گے اونٹ ذبح کریں گے، گانے بجائیں اور کھائیں پئیں گے اور اپنی عظمت و شوکت کا اظہار کریں گے تاکہ عرب قبائل ہماری قوت، رعب، دبدبہ اور جرات و بہادری سے مرعوب ہوں، کئی روز کے رد و کد کے بعد ابوجہل غالب آیا اور بدر کی طرف قریش کا لشکر کوچ کرنے لگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت حال کی خبر پہونچی تو آپ نے اپنے صحابہ کو جمع کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا کیونکہ آپ جنگ کے لئے تشریف نہیں لائے تھے، اس لئے بے سر و سامانی تھی اور صحابہ کرام اس کے لئے تیار ہو کر نہ آئے تھے، مہاجرین نے جنگ کی حامی بھری اور تیار ہو گئے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مشورہ طلب کیا، انصار کو اندازہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے چاہتے ہیں تو انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ

کے رسول ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی، اور گواہی دی کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق و سچ ہے، اور ہم نے اس کے لئے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و وعدہ کیا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ جو کچھ اقدام کریں گے ہم آپ کے ساتھ ہیں، پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر میں ڈال دیں گے تو ہم کود پڑیں گے ہم میں سے ایک آدمی بھی پیچھے نہ ہٹے گا، ہم اس بات کو ناپسند نہیں کریں گے کہ آپ کل دشمن کا مقابلہ کریں آپ ہمیں جنگ میں ثابت قدم پائیں گے، اور معرکہ کارزار میں انتہائی بہادری، جرات اور سچائی کا مظاہرہ کریں گے، امید ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سے وہ کام لے جس سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو، خدا کی برکت سے روانہ ہوں، حضرت مقداد نے پر زور الفاظ میں کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ سے ہرگز نہ کہیں گے کہ:

"اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون"

"آپ اور آپ کا خدا جائے اور جنگ کرے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔"

بلکہ ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے، آگے سے پیچھے سے لڑیں گے اور ہمت نہ ہاریں گے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور فرمایا: روانہ ہو اور تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو میں سے ایک کا وعدہ فرمایا، قافلہ یا لشکر پر فتح، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے اور بدر کے پانی سے کچھ قبل خیمہ زن ہوئے، حضرت حباب بن منذر نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ: کیا آپ خدا کے حکم سے یہاں ٹھہرے ہیں یا جنگی نقطۂ نظر سے، آپ نے فرمایا کہ جنگی نقطۂ نظر سے، تو حضرت حباب نے مشورہ دیا کہ آگے بڑھ کر بدر کے پانی کو اپنے قبضہ میں کر لیں اور وہ جگہ بھی جنگی لحاظ سے زیادہ موزوں ہے، حضرت سعد بن معاذ نے مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اور محاذ جنگ کی نگرانی اور قیادت کے لئے ایک سائبان ڈال دیا اور خود حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے، کفار قریش کا لشکر پہونچ چکا تھا، اس کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی، چھ سو افراد زرہ پوش، ایک سو گھوڑے مع ایک سو زرہ، اور سات سو اونٹ کے علاوہ گانے بجانے والیاں اور فوجیوں کو ہمت دلانے والی عورتیں بھی ساتھ تھیں، ادھر مسلمانوں کا لشکر تین سو تیرہ صحابی پر مشتمل تھا پھر ان کے ساتھ ستر اونٹ دو دو سوار اور صرف تین گھوڑے تھے، جن پر باری باری سوار ہوتے تھے، (باقی ص۳۴ پر)

کلمہ کا روپیہ

کافی عرصہ کی بات ہے کسی معتبر آدمی سے سنا یا کہیں پڑھا تھا کہ "کلمہ کے روپیہ" نے ایک مشرک کو ایمان کی توفیق بخشی! کیسے؟ اس کی تفصیل یاد نہیں اس کو اپنی تعبیر و ترتیب سے قلمبند کرایا ہے۔ قارئین چاہیں تو اس نوٹ سے روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ابوریحان)

عبداللہ ۱۵- ۱۶ برس کی عمر کا ایک حسین نازک اندام لڑکا ماڈل ٹاؤن لاہور کی تعمیر ہونے والی ایک کوٹھی میں مزدوروں کے ساتھ کام کر رہا ہے اسکی چال ڈھال، بات چیت، چہرہ بشرہ بتاتا ہے کہ یہ مزدور نہیں ہے کوئی ستم رسیدہ اور مظلوم بچہ ہے جو مجبوراً اس سخت محنت کے کام پر مجبور ہو رہا ہے۔ دوپہر کی چھٹی ہوتی مزدور کھانے پینے آرام کرنے میں مشغول ہو گئے۔ یہ مزدور لڑکا بھی آرام کرنے اور کھانا کھانے جا رہا ہے۔ اس کی رفتار بتاتی ہے کہ اس کو بہت دور جا کر پھر اسی جگہ کام پر واپس آنا ہے۔ پیچھے سے اس کے ہم پیشہ مزدور سید رشید نے جو نانبائی کی دوکان پر کھانا کھانے بیٹھ گیا تھا آواز دی۔ عبداللہ کہاں تیزی سے جا رہے ہو؟ غلام علی کی دوکان پر سستا اور اچھا کھانا ملتا ہے یہیں آجاؤ۔ وہ ایک منٹ کے لئے رک گیا اور کہا سید جلدی آجاؤ دور جانا ہے جماعت ظہر کی ختم ہو جائے گی۔ ماڈل ٹاؤن انگریزوں کے زمانہ کی بسائی ہوئی بستی ہے اسلئے یہاں مسجدوں کی وہ بہتات نہیں ہے جو شہر لاہور میں ہے۔ عبداللہ بغیر جواب کا انتظار کئے چلا گیا۔ سید رشید کو سناٹا آگیا، وہ سوچنے لگا۔ سولہ برس کا لڑکا کس محنت سے کام کرتا ہے کہ ہم نہیں کرتے کل اس نے مزدوری لیتے وقت ۲ر کم لئے تھے اور کہا کہ دوپہر کی چھٹی کے بعد کام پر آنے میں آدھ گھنٹہ کی دیر ہو گئی تھی اس لئے میں پوری مزدوری نہیں لوں گا۔ ٹھیکیدار کے اصرار کے باوجود اس نے پورے پیسے نہیں لئے ہم سب کو کل اچنبھا ہوا تھا اس وقت عبداللہ اسے بڑے اچنبھے میں ڈال گیا ۱۶ برس کی عمر، سخت مزدوری، ۱/۲ گھنٹہ کی دوپہر کی چھٹی، ظہر کی باجماعت نماز، ۱ ۱/۲ میل مسجد کی دوری، تین میل جانا اور آنا، وقت پر کام میں لگ جانا، دوسرے مزدوروں کا کام میں ٹال مٹول کرنا۔ اس عمر کے بچہ کا مزدوروں سے ہمدردی کے لہجہ میں کہنا کہ تھوڑی کام چوری کر کے تم اپنی ساری محنت اور پسینہ بہا کر کمائی ہوئی حلال روزی کو کیوں بگاڑتے ہو؟ یہ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں جن پر عبدالرشید نے اب تک توجہ نہ دی تھی اس کے ذہن میں تازہ ہو گئیں اس نے کہا۔

وہ خر دماغ مہتاب کیسا بد مزاج اور بات بات پر گالی بکنے کا عادی تھا۔ ایک ہفتہ ہوا اس نے ٹھیکیدار کو پیٹھ پیچھے ایسی سخت گالی دی تھی عبداللہ نے دوڑ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا "مہتاب بھیا اللہ سے ڈرو" کل ٹھیکیدار اللہ کے سامنے جب پکڑے گا تو کچھ بنائے نہ بنے گی اور مہتاب یکایک کانپ اٹھا تھا۔ اور وہ بوڑھا غلام قادر جو مہینوں سے بیمار ہے اور پیسہ پیسہ کو محتاج ہو گیا ہے کل ہی تو میں اسے دیکھنے گیا تو کہہ رہا تھا کہ لڑکا عبداللہ بڑے دل والا ہے مجھے دیکھنے آیا تو بڑی محبت کی باتیں کرتا رہا چلتے وقت مجھے علاج کے لئے دس روپے دے گیا اور ہاں وہ ایک ہفتہ ہی کی تو بات ہے بشیرن بوڑھی ماں جو میرے پڑوس میں رہتی ہے میری بیوی سے کہہ رہی تھی کہ عبداللہ بڑا رحمدل ہے۔ ہم غریبوں کا کون

اس کا حال حکیم جی سے کہہ آتا ہے تین دن کی دوا کے دام جو میں نے اسے دیئے تو بہنے لگے رونے لگا اور کہا اماں میں تمہاری مصیبت میں اور کچھ مدد نہیں کر سکتا اتنا تو کر ہی سکتا ہوں کہ چار پانچ آنے کی دوا تو لا دیا کروں مجھے ظہر بوزانہ مزدوری ملتی ہے اور میں اکیلا ہوں مجھ پر اور کوئی بوجھ نہیں ہے اماں۔ سید رشید سوچنے لگا کہ یہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے؟ اس کے ماں باپ کون ہیں؟ کسی بڑے اللہ والے کا بیٹا ہے۔ نہیں۔ شاید یہ انسان نہیں ہے فرشتہ ہے آجکل انسان ایسے نہیں ہوتے۔

سورج غروب ہونے میں آدھ گھنٹہ باقی ہے۔ مزدور مزدوری لیکر ہنستے خوش ہوتے گھروں کو جا رہے ہیں۔ عبداللہ تیزی سے شہر کی طرف چلا اس نے دیکھا کہ غلام علی نانبائی کی دوکان پر عبدالرشید اب تک بیٹھا ہوا ہے دوپہر کے بعد وہ کام پر نہیں گیا تھا۔ عبداللہ نے آواز دی بھیا رشید کیسے ہو؟ دوپہر کو کہاں غائب تھے؟ کس سوچ میں ہو آؤ میرے ساتھ۔ کیوں میرے ساتھ مغرب کی نماز کو چلوگے؟۔ رشید بلا ارادہ اٹھ کھڑا ہوا اور عبداللہ کے ساتھ ہو لیا مغرب کی اذان کے ساتھ وہ دونوں ایک مسجد میں داخل ہوئے۔ سید رشید کو یاد نہیں کہ وہ کبھی مسجد میں گیا ہو۔ اس کی ضروریات و آداب مسجد سے واقفیت کا کیا سوال ہے؟ لیکن دل نے آج ہی چوٹ کھائی تھی اور چوٹ کھایا ہوا دل آداب محبت خود سکھا دیتا ہے بنماز پڑھی، دعا مانگی۔ دیر تک دعا مانگتا رہا۔ کیوں؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ مسجد سے نمازی چل دئے سید رشید نے عبداللہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور کہا میرے محسن، میری ایک التجا سن لو اور مجھ سے وعدہ کرو کہ میری بات پوری کروگے۔

عبداللہ سہم گیا۔ اس نے سید رشید کے ہاتھ چوم لئے اور بولا کہو تمہاری بات نہ مانوں گا تو کس کی مانوں گا تمہارے نانا کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں۔ تمہارے نانا نے مجھے جانور سے آدمی بنایا، میں اندھا تھا مجھے روشنی بخشی میں نجس تھا مجھے پاک کیا، میں ناکام و نامراد تھا مجھے کامیاب کیا، میرا سینہ خالی تھا اسے نور سے بھر دیا۔ میں تاریکی میں ٹھوکریں کھا رہا تھا، میرے سامنے نور کی روشنی کر دی۔ میں مردہ تھا زندگانی جاوید عطا کر دی۔ سید رشید سخت متحیر تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے میرے نانا نے اس پر یہ احسانات کب کئے ہیں؟ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔ یہ میرے نانا کو کیا جانے۔ میرے نانا کا انتقال تو اس وقت ہوا جب میں خود بچہ تھا میں نے خود انھیں نہیں دیکھا میری عمر ۳۰- ۳۵ سال کی ہے اور عبداللہ صرف ۱۶- ۱۷ برس کا ہے۔

سید رشید نے کہا عبداللہ تمہاری ہر بات پہیلی ہے اور معمہ۔ اللہ کے لئے مجھے صاف صاف بتاؤ کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کس کے بیٹے ہو؟ اور وہ آگ تمہیں کہاں سے ملی ہے جس سے بجھی ہوئی انگیٹھیاں تم سلگا رہے ہو؟ عبداللہ کچھ گھبرا گیا۔ بڑی منت سے اس نے کہا کہ تم میری حقیقت نہ پوچھو۔ تم میری حقیقت جان کر مجھے اس عزت کی نظر سے نہ دیکھ سکو گے جس سے اب دیکھ رہے ہو اور پھر شاید ہم دونوں زیادہ دیر تک ایک ساتھ نہ رہ سکیں۔ سید رشید بولا- نہیں عبداللہ نہیں۔ تم ابھی وعدہ کر چکے ہو میری بات ضرور مانوگے کیوں کہ میرے نانا کے تم پر بڑے احسانات ہیں میرے محسن اپنے نانا کے انھیں احسانات کا جنھیں میں بالکل نہیں جانتا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ سچ سب کچھ بتا دو۔

عبداللہ کانپنے لگا۔ اس نے کہا سید رشید تم اپنے نانا کا واسطہ نہ دو میں تو تمہاری بات بھی ٹال نہیں سکتا۔

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری؟

تم بھول گئے یاد کرو تمہاری جیب سے تمہاری دیا سلائی میں نے اس دن نکالی تھی۔ تم کوٹ کی جیب میں ڈھونڈ رہے تھے سو تمہارے ڈر سے خود نہیں آیا۔ دیا سلائی کی ڈبیہ میرے ہاتھ سے تمہارے پاس بجوائی، تم نے بلا قصور مجھے گالیاں دیں۔ کئی طمانچے پوری قوت سے تم نے لگائے تم نے دیکھا تھا میرا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا تھا۔ تم سے لڑ نہیں سکتا تھا لیکن گالیاں تو دے ہی سکتا تھا لیکن رشید بھائی یقین

کے بجائے تم سے معافی مانگی کہ اپنے محسن کے نواسے کو کیسے گالی دیتا۔ اچھا رشید نہیں مانتے تو سنو۔

میں اصل کا خاص سومناتی
آباء مرے لاتی و مناتی
تو سیّد ہاشمی کی اولاد
میری کفِ خاک برہمن زاد

میرا نام عبداللہ ہے اور میرے پتاجی کا نام پریم دیال ہے وہ ابھی زندہ ہیں اور شہر کے عزت والے اور مالدار بیوپاری ہیں۔ سید رشید حیرت سے عبداللہ کا منھ تکنے لگا کہا۔ یہ کیسے؟ عبداللہ بولا۔ میرے پتاجی اپنے دو منزلہ خوبصورت مکان کی مرمت کرا رہے تھے روزانہ دس بیس مزدور اور راج کام پر آتے تھے شام کو ان کا حساب چکا دیا جاتا تھا۔ ایک دن میرے پتاجی نے مجھے بیس روپے دیئے کہ اس کی ریزگی لیتے آنا تاکہ شام کو مزدوری تقسیم ہونے میں سہولت ہو دو بجے کا وقت تھا کہ میں صرافے کی دوکان پر گیا اور ریزگی مانگی اس نے کہا پیسہ روپیہ بھاؤ بجانچ پڑے گا میں راضی ہوگیا اور کہا بیس روپے کی ریزگی گن دو روپے گن کر دینے لگا تو میں نے دیکھا کہ ایک بالکل نئے قسم کا روپیہ ہے جس کی ظاہری چمک دمک دوسرے رائج الوقت روپیوں سے کم ہے کچھ اس پر لکھا ہوا ہے اس پر بادشاہ کی تصویر نہیں ہے۔ میں سہم گیا، میں سوچنے لگا کہ خدا جانے یہ کیسا روپیہ ہے کہیں صراف کھوٹے اور جعلی سکے لانے پر پولیس کے حوالے نہ کردے۔ میں نے بات کاٹی اور کہا "نہیں لعلہ کی ریزگی دیدو صراف نے عمر کی ریزگی دیدی اور کہنے لگا کیوں یہ ایک روپیہ بچا لیا؟ میں نے کہا یوں ہی یہ دوسرے قسم کا روپیہ ہے۔ صراف نے روپیہ دیکھنے کے لئے ہاتھ پھیلایا میں نے اپنی مٹھی بند کرلی۔ اس نے کڑک کر کہا دکھاتا کیوں نہیں کیا تیرا روپیہ چھین لوں گا؟ میں نے ڈرتے ڈرتے روپیہ اسے دیا اس کی باچھیں کھل گئیں۔ کہنے لگا اچھا یہ کلمہ کا روپیہ ہے ایک روپیہ ایک آنہ اس کا لے گا؟ میں حیرت میں تھا بلا سوچے میں نے کہا "نہیں" روپیہ میں نے واپس لے لیا۔ بولا "اچھا دو آنہ روپیہ لے گا؟" میں نے کہا "نہیں" روپیہ لے کر میں چلا گیا۔ میری عقل کام نہیں کر رہی تھی حیرانی بڑھ رہی تھی میں نے کہا جسے میں کھوٹا اور جعلی سمجھتا تھا وہ تو چالو روپے سے زیادہ قیمتی روپیہ ہے پیچھے سے دوسرے صراف نے آواز دی۔ ذرا مجھے تو دکھا کیا ہے؟ ایک روپیہ لے گا؟ میں نے کہا نہیں۔ اچھا تو ایک روپیہ چار آنے لے لو۔ اس سے زیادہ کوئی نہیں دے گا۔ میں نے کہا نہیں۔ اتنے میں پیچھے سے ایک سردار جی نے آواز دی، لڑکے ادھر آ، لا جلدی لا، مجھے دکھا۔ میں تو سردار جی کے پاس پہونچا۔ سردار جی نے روپیہ الٹ پلٹ کر دیکھا۔ مسکراتے ہوئے بولے اچھا "کلمہ کا روپیہ" ہے۔ لے بھائی لے۔ انھوں نے ایک روپیہ چھ آنے میرے ہاتھ میں رکھ دیئے میں نے حساب لگایا تو انیس رائج الوقت سکوں نے جن میں جارج پنجم ایڈورڈ ہفتم اور غالباً ملکہ وکٹوریہ کے روپے بھی تھے جو نقصان ریزگاری کا بٹہ دے کر مجھے پہونچا تھا وہ ہمارا نقصان اس ایک روپیہ نے جس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا تھا پورا کر دیا۔ اور پھر بھی سوا آنہ میرے پاس باقی تھا۔ سیّد بات ذرا سی ہے لیکن اس نے میرے دل کی دنیا بدل دی میں نے کہا جس کا یہ روپیہ ہے وہ شخص یہاں سے ہزاروں میل دور پیدا ہوا۔ کئی سو سال اس کے انتقال کو ہوگئے وہ کبھی اس ملک میں نہیں آیا اور نہ آج اس کا کوئی اقتدار اس ملک میں ہے نہ اس کی قوم یہاں کوئی اقتدار رکھتی ہے پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ غیر ملک غیر حکومت اور غیر مذہب کے لوگ زندہ بادشاہوں کے رائج الوقت سکوں سے بھی زیادہ قیمت دے کر خریدتے ہیں۔ مسلمان ہی نہیں، سکھ بھی اس کا احترام کرتے ہیں اور ہندو بھی عزت کی نظر سے اسکو دیکھتے ہیں عبداللہ کی آواز بھرا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اس نے کہا بھائی رشید! جوں جوں اس کو میں سوچتا تھا میرے دل کی حالت

اس کی قیمت کو بڑھا دیتا ہے اگر وہ میرے دل پر نقش ہو جائے تو میری قیمت میں کیوں اضافہ نہ کر دے گا؟

آج ہمارے پرائے ملکوں اور اجنبی حکومتوں میں جس کے نام کے سکے کی قیمت سب سے اونچی ہے کل کو جب ساری حکومتیں اور بادشاہیاں سرنگوں ہوں گی اور صرف احکم الحاکمین کی انتہائی بادشاہت کا دن ہوگا اس بادشاہت میں اس سکہ کی قیمت کتنی اونچا ہوگی جس کے دل پر لا الٰہ الا اللہ کا سکہ نقش ہوگا وہ وہاں عزت و احترام کا کیسے مالک نہ ہوگا؟ آج غیر قوم کے لوگ اس کے نام کی اس قدر عزت کرتے ہیں تو اللہ رب العالمین اپنے غلاموں اور اس کے نام سے عزت و افتخار حاصل کرنے والوں کی کیوں عزت نہ کرے گا؟

سیّد اب میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا تھا گھر پہونچکر پتاجی کی ریزگی میں نے دی انھوں نے کہا لو مزدوری انہیں تقسیم کردو میں نے کہا نہیں میں جا رہا ہوں۔ پتاجی بولے تم کہاں جا رہے ہو؟ اتنی دیر میں مسجد سے اذان کی آواز آئی میں نے کہا پتاجی اذان ہو رہی ہے اب میں جاتا ہوں۔ پتاجی حیران و پریشان میرا منھ تک رہے تھے انھوں نے کہا اذان ہو رہی ہے تو ہونے دو۔ تم کو اس سے کیا تعلق اور کیا کام؟ میں نے اطمینان سے کہا نہیں۔ مجھے اس سے تعلق ہے۔ پتاجی نے گھبرا کر پوچھا ارے رام دیال کب سے؟ میں نے بے دھڑک کہہ دیا پتاجی ابھی تھوڑی دیر سے میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

پتاجی نے کہا میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ جیتے تھے انھوں نے پکڑ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ پیار کیا، سمجھایا۔ کیا تمہاری طبیعت خراب ہے بیٹا۔ کس نے ایسی بے ہودہ بات تم سے کہی؟ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟ چلو ڈاکٹر کے پاس تم کو لے چلوں۔ میں نے اطمینان سے کہا "نہیں پتاجی" میں اچھا ہوں میرے ہوش قائم ہیں مجھے کسی نے نہیں بہکایا جو بات میں نے کہی بڑی وزنی ہے میں بیمار نہیں ہوں کہ ڈاکٹر کے پاس آپ کے ساتھ چلوں آج تو مجھ کو شفائے کامل عطا ہوئی ہے برسوں کا روگ آج دور ہوا دل کی گندگی آج دھلی۔ عمر بھر کا زنگ آج صاف ہوا۔ باپ نے کہا تم اپنے آپے میں ہو۔

تو پھر ابھی تم نے کیا کہا تھا بیٹا؟ میری کمر نہ توڑو!

میں نے کہا پتاجی! میں نے اللہ کے وفاداروں اور محمدؐ کے غلاموں میں شریک ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے ایمان کے چراغ نے میرے دل کی اندھیری کو روشن کر دیا ہے۔ زندگی بھر کا بجھا ہوا دیا جل اٹھا ہے اور میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ میرے پتاجی اب برداشت نہ کر سکے۔ دہاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ سارے مزدور یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ مزدوری کی تقسیم کل پر اٹھا رکھی گئی پتاجی نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کی طرف چلے۔ ماتاجی نے اس حالت میں ہم کو گھر میں دیکھا کہ پتاجی میرا ہاتھ پکڑے زار و قطار رو رہے تھے میں مطمئن تھا اور چپ چاپ پتاجی نے روتے ہوئے میرا ہاتھ ماتاجی کے ہاتھ میں دیا کہ "لو تمہارا اکلوتا بیٹا مسلمان ہو رہا ہے" ماتاجی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں مجھ سے چمٹ گئیں کہنے لگیں "والمے" (یہ میرا پیار کا نام) تجھے کبھی نہ جانے دوں گی میرا دم گھٹ رہا تھا اذان ہو چکی تھی۔ میرا دل بے ساختہ چاہ رہا تھا کہ مسجد جاؤں اور وہاں ملاجی سے کہوں کہ مجھے پاک کردو۔ مسجد کی حاضری سکھادو۔ نماز پڑھنا بتادو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آداب سے آشنا کردو۔

جب منت سماجت کام نہ آئی اور میں اپنے فیصلے پر قائم رہا تو سختی شروع ہوگئی لیکن کسی قسم کی سختی مجھ کو اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ بھائی رشید تم ہی بتاؤ اتنی بڑی دولت پاکر اس کی ناقدری کیسے کرتا، اللہ کی محبت دل میں کیا آئی کہ ساری محبتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ مجھے رسی سے باندھ دیا گیا (کھانا پانی بند ہوگیا) اور بالآخر ایک انگوچھا بندھوا کر مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔ باپ اور ماں نے اپنے محبوب بیٹے کو ہزاروں کی جائیداد سے محروم کر دیا لیکن مجھے جو

خوشی خوشی یہ سب کچھ سنا اور گھر سے نکل گیا۔ مجھے چھ مہینے ہو چکے ہیں مزدوری کرتا ہوں، پیٹ بھر لیتا ہوں اور جس کی خوشی اور رضا کے لئے سب کو چھوڑا، ساری دنیا سے منھ موڑا اسی کو راضی کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہوں، اور اپنے انجام سے لرزاں اور ترساں۔

سیّد تم نے حیرت سے سنا تھا کہ تمہارے نانا کے مجھ پر احسانات ہیں میرے دوست یہ ایمان کی دولت، اللہ کی محبت، آخرت کی فکر تمہارے ہی نانا کی بانٹی ہوئی دولتیں ہیں جب جہاں اور جس کو ملیں اسی در سے ملیں اور قیامت تک اسی در سے ملتی رہیں گی عبداللہ اور سید دونوں بے خود ہو رہے تھے ان کے دل کانپ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

دھو دیا اشکِ ندامت نے گناہوں کو مرے
تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہو گیا

عبداللہ بولا! سیّد میرا دل خوشی سے دھڑکنے لگتا ہے جب سوچتا ہوں کل قیامت کے دن اللہ رب العالمین کے سامنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں گے کہ عبداللہ مال و دولت، عزیز و اقارب کیوں چھوڑے؟ تو کہوں گا حضورؐ صرف آپ کی محبت و رفاقت اور اللہ کی مغفرت و رضا کی تمنا میں۔

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنو بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔

ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر۔ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب بخش دے ہمارے گناہوں کو اور دور کر دے ہم سے برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے۔ اور نہ رسوا کر ہم کو قیامت کے دن بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ (آل عمران ۱۹۴)

دوسرے دن عبداللہ کام پر نہیں آیا۔ سید کی ساری تلاش و جستجو بے کار رہی۔ عبداللہ چلا گیا لیکن رشید کی بجھی ہوئی انگیٹھی کو اپنے تنور سے سلگا گیا اسے اس دولت کی قدر و قیمت بتا گیا جو اس کی اپنے گھر کی دولت تھی اور ساری دنیا کو اس کے گھر سے تقسیم ہوئی تھی اس کی زندگی بدل چکی ہے اور وہ اس دولت کی تقسیم میں مصروف ہے جو اسے ایک نومسلم لڑکا دے گیا ہے۔ (مطبوعہ نشان منزل سہ جنوری ۱۹۶۵ء)

دینی درسگاہوں کے فارغین کیلئے سُنہری موقع

جامعۃ الہدایۃ، جے پور

نے دینی درسگاہوں کے فارغ التحصیل حضرات کیلئے کمپیوٹر ایپلیکیشن میں ایک سالہ ڈپلوما کورس ترتیب دیا ہے، اس میں داخلہ کے لئے فضیلت یا عالمیت کی سند رکھنے والوں سے ۱۵ اپریل ۹۲ء تک درخواستیں مطلوب ہیں، انگریزی میں بی اے حضرات قابلِ ترجیح ہوں گے۔

داخلہ انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا، امیدواران داخلہ کو کوئی سفر خرچ نہیں دیا جائے گا، ہر درخواست گذار کو انٹرویو میں بلانا بھی ضروری نہیں ہے صرف موزوں امیدوار ہی کو بلایا جائیگا، کامیاب امیدواروں کو فوراً ہی داخلہ دیا جاسکے گا۔ بروقت داخلہ بہ تفصیل تحت فیس لی جائیگی۔

(۱) ماہانہ فیس (تعلیم، قیام، طعام) ۳۲۰/- ۔ داخلہ فیس ۱۰/- ۔ سالانہ فیس ۷۵/- زرِ ضمانت ۲۵۰/- ۔ شیروانی ۲۰۰/- ۔ کل ۸۶۵/-

درخواست داخلہ بہ تفصیل تحت ہوگی اور اس کے ساتھ تمام اسناد کی مصدقہ نقول اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ شامل کرنا ضروری ہوگا، ادھوری اور مشکوک درخواستیں رد کی جاسکتی ہیں۔

فارم درخواست:۔

(۱) نام امیدوار (۲) ولدیت (۳) مستقل پتہ (۴) موجودہ عارضی پتہ (۵) تاریخ پیدائش ہندسوں میں (۶) تاریخ پیدائش لفظوں میں۔

(۷) تفصیل قابلیت:۔ نام امتحان، سال اور ڈویژن (۸) دستخط امیدوار۔

مراسلت اور نجی رابطہ کا پتہ:۔

نائب امیر جامعہ

Naib Ameer-e-Jamia
Jamiatul Hidaya, Ramgarh Road,
P.O.Jaising Pura Khore,

ضرورت ہے

جامعۃ الہدایۃ جے پور کو مندرجہ عملہ کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات کی درخواستیں مندرجہ ذیل فارم اور پتہ پر مورخہ ۱۰ اپریل ۹۲ء تک بذریعہ ڈاک یا دستی دفتر جامعہ میں پہنچ جانا چاہئیں۔

نامکمل اور مقررہ تاریخ کے بعد آنے والی درخواستیں قابلِ غور نہ ہوں گی۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا لیکن اس میں شرکت کیلئے کسی امیدوار کو کسی قسم کا سفر خرچ نہیں دیا جائیگا۔ تمام امیدواروں کو اردو زبان کی معیاری صلاحیت کا حامل ہونا ضروری ہے۔

نمبر	نام و تعداد آسامی	اسکیل آف پے	ابتدائی تقرر پر کل تنخواہ	لازمی قابلیت	ترجیحی قابلیت
۱	مدرس عربی زبان و ادب اور دینیات ۳۔ آسامی	۱۶۰۰/- - ۵۰ - ۲۶۶۰/-	۱۳۱۶/- ماہانہ	کسی مستند دینی ادارہ سے سند فضیلت اور کم از کم دو سال کا تدریسی تجربہ	زائد تجربہ اور انگریزی یا کسی مضمون میں بی اے پاس ہونا
۲	مدرس انگریزی ۲۔ آسامی	۱۳۸۰/- - ۴۰ - ۲۶۰۰/-	۱۱۷۰/- ماہانہ	ٹرینڈ گریجویٹ بی اے اور بی ایڈ انگریزی کے ساتھ	زائد تجربہ اور انگریزی کے ساتھ دیگر مضامین پڑھانے کی صلاحیت
۳	مدرس انگریزی ۱۔ آسامی	۱۶۰۰/- - ۵۰ - ۲۶۶۰/-	۱۳۱۶/- ماہانہ	ایم اے انگریزی اور بی ایڈ	ایضاً
۴	مدرس سائنس ۲۔ آسامی	۱۳۸۰/- - ۴۰ - ۲۶۰۰/-	۱۱۷۰/- ماہانہ	بی ایس سی فزکس اور کیمسٹری کے ساتھ اور بی ایڈ	زائد تجربہ اور اردو کی اچھی قابلیت
۵	مدرس ریاضی ۲۔ آسامی	ایضاً	ایضاً	بی ایس سی میتھ کے ساتھ اور بی ایڈ	زائد تجربہ اور فزکس کیمسٹری پڑھانے کی اچھی صلاحیت

نوٹ:۔ (۱) ابتدائی تقرر صرف ایک سال کیلئے محض عارضی ہوگا۔ مستقلی حسنِ کارکردگی، اخلاق اور معاونہ رویہ پر ہوگی۔ (۲) تمام اسناد اور صداقت ناموں کو مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ شامل کرنا اور اصل اسناد وغیرہ بروقت انٹرویو پیش کرنا لازمی ہے۔ (۳) انٹرویو کیلئے صرف ان ہی حضرات کو بلایا جائیگا کہ جو بادی النظر میں مطلوبہ آسامیوں کے لئے موزوں امیدوار ہوں گے۔

فارم درخواست

(۱) نام آسامی جس کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ (۲) نام امیدوار (۳) ولدیت (۴) تاریخ پیدائش (ہندسوں اور الفاظ دونوں میں)۔ (۵) مستقل پتہ (۶) موجودہ پتہ برائے مراسلت (۷) تفصیل قابلیت جس میں نام امتحان، سال، ڈویژن، مضامین اور اس ادارہ کا نام ہونا ضروری ہے کہ جس کا امتحان پاس کیا ہے۔ (۸) تفصیل تجربہ جس میں ادارہ کا نام مدت کار کب سے کب تک اور ان کتب یا مضامین کا نام کہ جو پڑھائے ہوں اور درجات کی تفصیل کے ساتھ دیئے جائیں۔ (۹) دیگر قابلِ تحریر امور جو امیدوار کی امتیازی صلاحیت، تجربہ اور افادیت کے مظہر ہوں (۱۰) دستخط امیدوار مع تاریخ۔

مراسلت اور نجی رابطہ کا پتہ:۔

امیر جامعہ
۱۶۱۷، کمیلے کا راستہ، محلہ مالو کان، ہدایت مسجد کے سامنے
اندرا بازار، جے پور ۳۰۲۰۰۱

Ameer-e-Jamia

عید کی مسرت اور معنویت

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی
پروفیسر و صدر شعبۂ عربی، کالی کٹ یونیورسٹی کیرالا

دنیا کے تمام مذاہب میں کچھ دن خوشی و مسرت کے لئے مخصوص ہیں۔ عموماً ان تیوہاروں میں مخصوص رسمیں ادا کی جاتی ہیں مگر ان رسوم میں وہ معنویت نظر نہیں آتی جو اسلام نے اپنے تیوہاروں اور خوشی کے دنوں میں ملحوظ رکھی ہے۔ اسلام نے کھیل کود، تماشا، ناچ رنگ، گانا اور شراب پینے کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ غیر مذاہب میں اکثر لوگ خوشی کے موقع پر اور تیوہار پر شراب پیتے ہیں۔ ناچ و گانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ مگر اسلام نے جو فرائض اور واجبات مسلمانوں پر عائد کئے ہیں ان میں لہو و لعب کا کوئی پہلو نہیں۔ یہ در اصل عبادت اور ایک مشن کی تکمیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر عید الفطر کو لے لیجئے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس میں بہت سے مقاصد کی تکمیل ہے ایک پورا نظام ہے انسانی معاشرہ کو خوب سے خوب تر بنانے کا۔

اولاً تو عید ایک ماہ کے روزہ کی تکمیل کی خوشی کا ہے اس امر کی خوشی ہے کہ بندہ کو اللہ نے جو صحت، زندگی اور موقع عطا فرمایا تھا اس سے اس نے نفع اٹھایا۔ اس کے ذمہ جو فرض کیا تھا اس کو اس نے پورا کیا۔

روزہ ایک ایسی عظیم عبادت ہے کہ نفس انسانی سے اور تقوی سے براہ راست اس کا تعلق ہے۔ جب تک آپ خود نہ بتائیں کہ آپ روزہ سے ہیں دوسرا کچھ نہیں سکتا۔ انسان چاہے تو تنہائی میں پانی پی لے یا کچھ کھالے مگر ایسے واقعات کبھی سننے میں نہیں آئے کیوں؟ اس لئے کہ روزہ انسان خدا کی رضا کے لئے رکھتا ہے اور اپنی محبوب چیزیں جو اس زندگی کی لذت ہیں یعنی کھانا پینا اور خواہش نفس سب کو اس کے لئے تج دیتا ہے۔ یہ ایک آزمائش بھی ہے اور اس میں نفس کی تربیت بھی مقصود ہے مگر سب سے بڑی حکمت اس میں یہ ہے کہ انسان کے اندر جو حیوانی صفات ہیں ان کو کم کرکے ملکوتی صفات اعلیٰ اخلاق اور روحانیت کو ترقی حاصل ہو۔ مسلم معاشرے میں ایمان کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایمانی اعمال کی فصل بہار ہے جو لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اپنے ایمان اور عمل کی اصلاح کرتے ہیں آخرت

کے مستحق بنتے ہیں جس کا ذکر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یقیناً ان کو خوشی منانے کا حق ہے ان کو حق ہے کہ وہ اس روز اپنی دلی مسرت کا اعلان کریں مگر یہ خوشی بھی کیسے دلکش انداز سے منائی جاتی ہے نہ باجا نہ تماشا صرف شکرانہ کی دو رکعت نماز۔ یہ دو رکعت نماز آبادی سے دور نکل کر عیدگاہ میں پڑھی جاتی ہے۔ تکمیل عبادت کی خوشی سے سرشار مسلمان جوق در جوق عیدگاہ کی طرف اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔ ان کلمات میں غیر معمولی تاثیر ہے اور اس خدا کی بڑائی ہے جس نے عبادت کی، روزے رکھنے کی اور پھر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی لہٰذا اس کی بڑائی اور حمد واجب ہے۔

میں نے کسی رسالہ میں پڑھا ہے کہ سوویت یونین میں والدین اپنے بچوں کو روزہ رکھاتے ہیں جس سے وہاں کی بے دین حکومت کو بڑی پریشانی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں اس طرح بچے کے ذہن میں ایک مذہبی تصور جاگزیں ہو جاتا ہے۔ اس جسمانی عبادت کا اثر انسان کی طبیعت اور نفسیات پر براہ راست مرتب ہوتا ہے۔

اسلام نے روزہ کو نہایت منظم انداز سے اختیار کیا ہے دوسری قوموں میں یہ تنظیم، ترتیب، تسلسل اور باقاعدگی نہیں ہے۔ مثلاً عیسائیت میں ۴۰ دن کے روزے ہیں مگر وہ صرف اس دوران گوشت کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض قوموں میں اناج چھوڑ دیتے ہیں پھل کھا سکتے ہیں بعض رات اور دن دونوں میں ۲۴ گھنٹے کچھ نہیں کھاتے۔ غرض افراط و تفریط ہر جگہ ہے۔ اسلام نے اعتدال و توازن برقرار رکھا ہے۔ روزہ کی روح تقوی ہے قرآن مجید میں وارد ہوا ہے

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ (سورۂ بقرہ)

روزہ در حقیقت انسان کا انداز زندگی کے بارے میں بدل دیتا ہے وہی کھانا پینا ہے مگر جب حکم ہو گیا تو اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ

نفس انسانی پر ضرب کاری ہے۔ اس میں کوئی رعایت نہیں امیر و غریب سب کو عام ہے امیر بھی بھوک کا مزہ چکھ کر دیکھیں۔ یہاں احکام الٰہی میں رعایت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس عبادت بدنی کے آخر میں عید آتی ہے اور کس شان سے کہ سب سے پہلے ناداروں اور حاجت مندوں کو یاد کیا جاتا ہے اور تاکید ہوتی ہے کہ خوشی کے دن سب سے پہلے غریبوں کو یاد کرو اور صدقۃ الفطر نکالو۔ صدقۃ الفطر نکالنا واجب ہے۔ بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ صدقۂ فطر اس پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی صاحب نصاب پر واجب ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے صدقۂ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان ہو اس پر فطرہ لازم ہے اس کی روح یہ ہے کہ جب تم خوشی مناتے ہو تو ان مفلوک الحال لوگوں کو سوچو جو فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اسی بنا پر سنت یہ ہے کہ عید کی نماز کو نکلنے سے قبل صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے لوگ صدقۂ فطر نہیں نکالتے اور تصور کرتے ہیں کہ قربانی کی طرح یہ صرف زکوٰۃ والوں ہی پر واجب ہے۔

میں نے نائیجیریا میں عید کی شان دیکھی ہے وہاں عیدگاہ کی عمارت تو نہیں ہوتی مگر شہر کے کنارے بڑا میدان ہوتا ہے جہاں زبردست مظاہرہ ہوتا ہے اور نماز کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں امیر زرق برق لباس پہن کر نکلتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں گانے گاتی ہیں اور کچھ لوگ دف بجاتے ہیں۔

میں نے جنوبی ہند میں دیکھا کہ لوگ عید کو سینما دیکھنے جاتے ہیں اور کثرت سے گویا یہ بھی کوئی مسنون طریقہ ہے۔ البتہ ایک عادت بہت عمدہ ہے جنوبی ہند میں کہ پورے رمضان روز مغرب سے قبل بڑی مقدار میں گنجی پکائی جاتی ہے خصوصاً جامع مسجد میں اور مفت عامۃ الناس میں تقسیم کی جاتی ہے گنجی چاول سے بناتے ہیں پانی اور کچھ اور چیزیں ڈال کر۔ ہر مسجد میں گنجی بڑی مقدار میں موجود ہوتی ہے اور لوگوں کو مفت تقسیم کی جاتی ہے غریبوں کا یہ بڑا سہارا بن جاتی ہے۔ شمال میں گھروں سے مسجد کو افطاری جاتی ہے مگر کوئی بڑا اجتماعی نظم نہیں جب کہ جنوب میں ہے۔ یہاں لوگ گنجی مسجد سے اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں۔

مالابار میں ۱۷ رمضان کو یوم بدر منایا جاتا ہے اور کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ یہ رواج صرف یہیں میں نے دیکھا۔ واقعی غزوۂ بدر رمضان میں واقع ہوا مگر ہم لوگوں کو کبھی خیال بھی نہیں آتا۔

غرض عید الفطر میں عوامی صلاح و

فلاح کے عناصر شامل ہیں بچوں کو خوشی ہوتی ہے نئے کپڑوں کی۔ بڑوں کو خوشی ہوتی ہے تکمیل عبادت کی۔ دوگانہ پڑھ کر اس خوشی کا مظاہرہ عوامی انداز سے کیا جاتا ہے آبادی سے نکلنے میں اسلام کی ایک شان محسوس ہوتی ہے۔ ملنے جلنے، کھانے پینے اور صدقۂ فطر نکالنے اور ایک ماہ کے روزوں کی تکمیل کی خوشی منانے سے دلوں میں ایمان کا اجالا بڑھ جاتا ہے اور چہروں پر ایمان کا نور نظر آتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو عبادت اور پھر اس پر شکر اور خوشی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اسلام سے قبل مدینہ میں انصار ایک دن خوشی منایا کرتے تھے دیکھئے اسلام نے اسی خوشی کو کس طرح بامقصد بنا دیا ہے اور اس کو روزے جیسے عظیم فرض سے جوڑ دیا پھر اس میں شکر کا دوگانہ شامل کرکے اور صدقۂ فطر کی شرط لگا کر اس خوشی کو بامعنی بنا دیا۔

بقیہ مطالعہ کی میز

باب ثانی میں علامہ عینی کی طرف منسوب دو کتابیں "مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار" اور "تکمیل الاطراف" کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ عینیؒ کے بارے میں اتنی تفصیلات یکجا طور پر اور کہیں نہیں دیکھی گئیں۔ خصوصاً آٹھویں اور نویں صدی کی علمی سرگرمیوں، علماء، مدارس کا مختصر مگر جامع اور وقیع تعارف کا یہ کتاب بہترین ذریعہ ہے۔ بعض جگہ کتابتی خامیاں بھی نظر آئیں مثلاً ص۱۸ پر "شہرت یافتہ" کی جگہ "شہر یافتہ" ہو گیا ہے۔ اسی طرح ص۱۲ "مرفع الحال" لکھا گیا ہے۔ ص۱۸ پر "سرگرمیوں" "سرگرمیوں" ہو گیا ہے۔

مجموعی طور پر کتاب قابل قدر و تحسین ہے۔ اور اہل علم کے لئے خاصہ کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

انتخاب ہمدرد :

ہمدرد دہلی کو ان اخبارات میں شمار کیا گیا ہے جنھیں کاروان آزادی کے حدی خوان اور نعرہ مستانہ کی حیثیت حاصل تھی اور جنھیں دستاویزی حیثیت مل چکی ہے جد و جہد آزادی میں مثبت کردار ادا کرنے اور ریڑھ کی ہڈی ثابت ہونے والے اخبار کا انتخاب شائع کرکے اترپردیش اردو اکاڈمی نے ایک وقیع تحفہ پیش کیا ہے۔

وہ تنظیمِ گلستاں کرکے خوش ہو باغباں اپنا

بہار آ، کر تیرا انتظار ہے کب سے　　خزاں رسیدہ چمن بے قرار ہے کب سے

سالہائے گزشتہ کی طرح اس سال بھی فارغ ہونے والے طلبہ کے اعزاز میں تخصص فی الشریعہ اول اور تخصص فی الادب اول کے طلبہ نے الوداعیہ جلسہ کیا جس میں فارغ ہونے والے طلبہ نے اپنے تاثرات پیش کئے۔ عزیز طلحہ عبد العزیز کا تاثراتی مقالہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

صدر عالی مقام! حضرات اساتذہ کرام اور عزیزان ندوۃ العلماء، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

حضرات اپنے تعارف میں بیجا وقت صرف کرنے، مادر علمی کی اپنے منہ سے مدح سرائی کرکے سورج کو چراغ دکھانے کی مثل کا مصداق بننے کے بجائے ہم یہ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کہ ان قیمتی ساعتوں کو کام کی باتوں سے قیمتی ترین بنانے کی کوشش کریں۔ اپنے تعارف میں صرف اتنا عرض کر دینا یقیناً کافی ہوگا کہ ہمارا پیدائشی تعلق اسی شہر سے ہے جو اپنی آغوش میں ندوۃ العلماء کو لئے ہوئے ہے۔ اس حیثیت سے میرے جذبات مادر علمی کے چھوٹنے کے سلسلے میں قدرے مختلف ہیں ہمارے ساتھیوں کو دار العلوم کی جدائی کا غم ستا رہا ہے، تو ہم کو اس کے نہ چھوٹنے کی خوشی ہے۔ اور اللہ کی عطا کردہ اس نعمت عظمیٰ پر دل جذبۂ شکر سے معمور ہے اسی طرح یہ بھی عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ ہم اپنے اساتذۂ کرام کی محنت و جانفشانی کا بدلہ چند کھوکھلے الفاظ کے ذریعہ ادا کرکے اپنے کاندھے کا بوجھ ہلکا کرنا نہیں چاہتے بلکہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان باکمال شخصیتوں کی نظر میں نیازمندی و احسان مندی کا پیکر ثابت کر دے۔

فرزندان ملت اسلامیہ اور وارثین کار نبوت! یقیناً وہ ساعت بڑی بابرکت ساعت تھی جس میں کاتب تقدیر نے میرے لئے اس روشن شاہراہ کا انتخاب کیا تھا جس پر گامزن چلنے والے کامیاب و کامران اور بامراد ہو کر رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ محض فضل الٰہی ہے کہ اس نے روز ازل ہی سے ہمارا جیئن مسلمان پیدا ہونا، اور اسلام کی تعلیم و تفہیم، اس کی حفاظت و خدمت گاری کیلئے ندوۃ العلماء کی شکل میں اپنے وقت کی یکتائے زمانہ اسلامی درسگاہ اور حفاظت اسلام کیلئے تعمیر کردہ اسلام کے اس عظیم الشان قلعہ میں آ نا لکھ دیا تھا

کہ یہاں تربیت والے افراد تمام شعبہائے حیات کو اسلامی رنگ میں رنگنے، زندگی کے تمام محاذوں پر اسلام کی حفاظت و پاسبانی اور اس کو ہر دم علو و سربلند کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ وہ زندگی کے ہر محاذ پر جاہلیت سے نبرد آزما رہیں گے۔ علمی و فکری عقلی اور عملی طور پر ہر دور میں یہ ثابت کرتے رہیں گے کہ اسلام وہ زندہ مذہب ہے جو ہر لحظہ متغیر رہنے والی زندگی کا کمال خوبی سے ساتھ دینے، تمام تر مسائل و مشکلات دور کرنے، اور انسانی زندگی کے روحانی افلاس و بے مایگی کو حقیقی دولت، قلبی چین و سکون اور فرحت و شادمانی سے بدلنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ افراد اگر ایک طرف زمانہ کے نبض شناس ہوں تو دوسری طرف شریعت کے رمز شناس ہوں۔ ندوہ کی انہیں قابل رشک امتیازی خصوصیات ہی کی وجہ سے بے ساختہ زبان پر یہ مصرعہ آجاتا ہے

تجھ میں کچھ بات ہے ایسی جو دوسروں میں نہیں

محترم سامعین بزم! اگر رحمت الٰہی سایہ فگن نہ ہوتی اور والدین کی نیت میں توفیق الٰہی شامل نہ ہوتی تو ع

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

لیکن ایک مشہور زمانہ اسلامی تربیت گاہ میں میرا وجود بجز نسیم صبح کی مہربانی کے اور کچھ نہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ولہ الحمد والشکر۔

عزیزان گرامی! آپ "کیا کچھ کھویا اور کچھ پایا" کی داستان، اور میری تعلیمی سرگزشت سننے کیلئے بے چین نہ ہوں، متوقع مزہ ہو گئے لیکن سچی بات یہ ہے کہ اگر آپ کو شب غم کی آپ بیتی سنانا شروع کر دیں تو آپ کبھی تو ہنس دیں گے اور کبھی رونے لگیں گے لیکن ہم اتنا ضرور عرض کر دیں کہ یہ آپ بیتی

کی سکت ہے اور نہ خشبنان جرم میں تاب سماعت۔ لیکن تعلیمی اعتبار سے اتنا کہہ دینے میں کوئی عار نہیں کہ ہم نے مدت دراز تک علم و عمل کے سمندر میں غوطہ زنی کی۔ اور جس شوق و دلچسپی سے علم کے موتی چننا چاہتے تھے مختلف خارجی اور داخلی اسباب کی وجہ سے نہ چن سکے۔ ہمیں تسلیم ہے کہ بزم مے میں کوتاہ دستی میں محرومی ہی ہوتی ہے اور خود بڑھ کر اٹھا لینے والے ہی کے ہاتھ میں مینا ہوتا ہے لیکن ہم کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ میخانے کا محروم بھی محروم نہیں رہتا۔

یہ سچ ہے کہ ہم نے یہاں بہت کچھ کھویا۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہم کو یہاں جتنا بھی مل سکا وہ معمولی نہیں ہم کو یہاں دل کا سکون اور روح کا قرار ملا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان موجود سے آگے کی منزل "ایمان مطلوب" کو حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ اسلام و اہل اسلام کی محبت و حقانیت، تبلیغ اسلام کا شوق اور تعیین اسلام با احسان کا ذوق پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ حاصل ہوا جس کا ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے

اب چلتے چلتے ایک بار پھر خصوصی نظر اپنے عزیز برادران ندوہ کی طرف۔ عزیزان گرامی! رہ رہ کر ایک بات زبان پر آنا چاہ رہی ہے۔ طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر عرض کر رہے ہیں۔ دیوانے کی بڑ ہی سمجھ کر سہی، چارو ناچار سن ہی لیں:

ہم اسلامی تربیت گاہ میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم یہاں پاسبان اسلام اور محافظ دین بننے کیلئے آئے ہیں۔ اب اگر خدانخواستہ کہیں ایسا ہو جائے کہ اسلامی درسگاہ و ٹریننگ سینٹر میں رہتے ہوئے اور دوران تربیت، اسلام کی دشمن اور اس کی حریف، جاہلیت سے دشمنی اور نفرت کرنے کے بجائے جس سے ہم کل عاذ زندگی پر نبرد آزمائی کرکے اس کو شکست دینا ہے اس کی محبت ہمیں دل میں گھر کر جائے تو کیا کل ہم میدان کارزار میں قول و عمل دونوں سے اسلام کا ساتھ دیں گے؟ یا نقشہ اس کے برعکس ہوگا اور کیا ایسا نہیں ہو رہا ہے؟ کہ جو وقت ہمارے کڑھنے اور تڑپنے، بلکنے، اور آنسو بہانے کا نہیں ہوتا جب ہم انہیں اسلامی درسگاہوں میں تعلیم و تربیت حاصل کرکے باہر نکلتے ہیں اور برسوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کو یک لخت فراموش کرکے جس بے دردی کے ساتھ

اسلام کی عظمت و محبت کو اس کی عزت و وقار کو، اس کی تہذیبی و اخلاقی اقدار کو، جاہلیت کے بازار میں کوڑیوں کے مول ہنسی خوشی نیلام کرکے، پورے شرح صدر کے ساتھ جاہلی اخلاق و اقدار کو خرید تے ہیں۔ کیا اس سے اسلام و اہل اسلام کی، اور سلف صالحین کی رسوائی نہیں ہوتی؟ کیا اس سے اسلام کی قوت و صلاحیت پر ان اسلامی اداروں کی افادیت پر اعتماد کی فضا میں انتشار نہیں ہوتا؟ کیا اس سے اسلام کی حقانیت پر زندگی کا ساتھ دینے کی اسکی صلاحیت بلاخبر پر اس کے طبعی و فطری ضابطۂ حیات ہونے پر، اور ساری انسانیت کی دینی و دنیوی فلاح و بہبودی کا ضامن ہونے پر آنچ نہیں آتی؟ ہم اسلامی کیمپ میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں لیکن ہماری سانسیں اور دل کی دھڑکنیں جاہلی کیمپ کیلئے ہوتی ہیں، اور باہر نکلتے ہی جاہلیت سے ہاتھ ملا کر اسلام کی پستی و بے وقعتی اور جاہلیت کی ترقی کی خدمت انجام دیتے ہیں تربیت گاہ میں رہتے ہیں ہماری حالت اتنی گرگوں ہے کہ بلا امتیاز دین و تو۔ مگر بلند سخن دلنواز، جاں پر سوز کی حرف صدا سنائی دیتی ہے جو پیکر عمل میں خال خال نظر آتی ہے۔ متاع کارواں ضائع ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن احساس زیاں ہے کہ وہ بھی ساتھ ہی رخصت ہو رہا ہے!!!

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہم نے "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" نامی کتاب میں، "مسلمانوں کے تنزل کے اسباب" کے باب میں، عجز وں کے دلوں سے اسلام کے پیغام کا احترام و اثر جاتے رہنے اور انکا امیر سے اعتماد اٹھ جانے کا سبب ایک یورپین مؤرخ کے الفاظ میں اس طرح پڑھا، وہ کہتا ہے "اسلام کو اسی لئے زوال شروع ہوا کہ انسانیت کو ان لوگوں کی صداقت میں شبہ ہونے لگا جو دین جدید کی نمائندگی کر رہے تھے": کتنا واقعی اور حقیقی تبصرہ ہے، کیا جرأت کر کے ہم اپنے آپ سے یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ کیا یہ بات آج ہم دین اسلام کے نمائندوں پر حرف بحرف صادق نہیں آتی؟ شمع علم نبوت کے پروانو! موجودہ حالات ہمیں یہ یقین دلانے کیلئے کافی ہیں کہ اسلام سے دور ہو کر زندگی گذارنے میں ناکامی و نامرادی، اور پیغمبر اسلام کے سائے تلے زندگی گذارنے میں دونوں جہان کی کامیابی و کامرانی

ہم نے اپنی آنکھوں
سے «سرخ غبارہ» کو پھولتے اور پھٹتے دیکھا
ابتدا میں کیسے بڑے بڑے دعوے تھے،
لیکن انتہا کہاں پر ہوئی؟ ؎

صبح بہاراں کے دعوے تھے
شام غریباں دیکھ رہا ہوں

میرے عزیز ساتھیو! ہم نے چند روز پہلے "الاصلاح" میں جو دو محاضرے سنے تھے، ان کا پیغام و خلاصہ اور تمام حاصل قلب سلیم و فکر سلیم، اور حضرت مولانا دامت برکاتہم کے فرمودات رائے بریلی کا نچوڑ صرف یہ ہے کہ ہم اہل مدارس علمی و عملی ہتھیار سے لیس ہو کر اپنوں اور غیروں کے اندر «احیاء الاسلام من جدید» کی پھونک دیں اور پوری خود اعتمادی و بصیرت کے ساتھ، داعیانہ کرب و تڑپ کے ساتھ یہ صدا بلند کریں:

«یا ایہا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا»

ہماری ہر طرح کی ترقی، ہر قسم کا عروج مکمل عزت و سیادت کا واحد حل صرف اسی منصب دعوت و تبلیغ پر فائز ہونے اور مختلف میدانوں میں اس کا حق ادا کر دینے میں ہے اگر ہم نے اسلام کو چھوڑ کر، اس کی ہدایات سے منہ موڑ کر اس کو قولی، قلبی اور عملی طور پر دستور حیات اور نظام زندگی نہ بنا کر، کسی اور طرف نگاہیں اٹھائیں تو سوائے ذلت و خواری کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ «ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین»

ہزار بار رحمتیں نازل ہوں ان قدسی صفات اسلاف باکمال و مردان باصدق و صفا پر ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر — اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر
ہم ہیں آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم — ہم خطاکار و خطابیں وہ خطاپوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم — پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم
اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی — نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

اور ہم؟!!! ؎

کس قدر ہم پہ گراں صبح کی بیداری ہے — اللہ سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند ہمیں پیاری ہے
طبع آزاد پہ قید رمضان بھاری ہے — تمہیں کہہ دو یہی آئین وفاداری ہے
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں ہم بھی نہیں — جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن ہم ہیں — نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، ہم ہیں
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن ہم ہیں — بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن ہم ہیں
ہیں نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے — کیا نہ بیچیں گے جو مل جائیں صنم پتھر کے
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں — کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ہر گز نہیں، اگر ہمیں روٹھی بہار واپس لانا ہے تو اس شعر کو نصب العین بنانا ہو گا ؎
لانا ہے تو اس شعر کو نصب العین بنانا ہو گا ؎

خرد، احسن عمل، کردار سے گفتار سے اپنی
وہ تنظیم گلستاں کر خوش ہو باغباں اپنا

اب آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر کے آپ سے الوداع
آپ سے الوداع لیتے ہیں ؎

گذشتہ عظمتیں یارب ہمیں پھر سے عطا کر دے — جہاں سے ابتدا کی تھی وہیں سے ابتدا کر دے
محبت کر عنایت اپنی اور اپنے پیمبر کی — اسی میں زندہ رکھ یارب اسی میں خاتمہ کر دے
صداقت بھی، عدالت بھی، شجاعت بھی ہمیں یارب — ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی عطا کر دے
ترے بکھرے ہوئے جلوے بتا پھر کون دیکھے گا — ضرورت ہے مری نظروں کو بھی حق آشنا کر دے
جبین عجز اٹھے گی، نہ تیرے آستانے سے — نہ جب تک میری قسمت کا کوئی تو فیصلہ کر دے

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے
بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات عمدہ لذیذ سلیمانی افلاطون
ان کے علاوہ خصوصی پیشکش!
ڈرائی فروٹ برفی ملکی پک قلاقند ملائی برفی کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ بسکٹ اور نان خطائیاں خریدنے کا قابل اعتماد مرکز!
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے بمبئی فون نمبر 320059
بیکری: ٣٣ محمد علی روڈ بمبئی ٣

دار العلوم ندوۃ العلماء کی تمام درسی مطبوعات کا مرکز
المکتبۃ الندویۃ

قصص النبیین	اول	١٠/-	تہذیب الاخلاق	١٢/-	منثورات اعلیٰ ایڈیشن	٢٨/-
"	دوم	١٠/-	شرح قطر الندی	٣٠/-	شرح شذور الذہب	٤٥/-
"	سوم	١٣/-	شرح قطر الندی مع حاشیہ	١٠/-	علم التصریف	١٢/-
"	چہارم	١٧/-	تمرین الصرف	١٣/-	کتاب الصرف	١٥/١٥
"	پنجم	٢٤/-	تمرین النحو	١٣/-	کتاب النحو	١٢/-
القراءۃ الراشدہ	اول	١٤/-	رسائل الاعلام	٣٠/-	المحاورۃ العربیۃ	٤/-
"	دوم	١٣/-	منثورات عام ایڈیشن	٢٠/-	معلم الانشاء دوم	١٥/٥٠
"	سوم	١٢/-	الادب الاسلامی	١٥/-	معلم الانشاء سوم	١٢/٥٠
معلم الانشاء	اول	١٥/-	فکرہ و منہاجہ		مختارات اول	٢١/-
					مختارات دوم	٢١/-

اس کے علاوہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی، مولانا منظور نعمانی صاحب، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام کی جملہ عربی اردو، انگریزی مطبوعات ہم سے طلب کریں

Nadwi
Book Depot
Darul Uloom Ndawatululama.
LUCKNOW - 226007 - P. B. 93

چند قابل مطالعہ کتابیں
از قلم مولانا محمد کاظم ندوی
جدید معیاری تقریریں حصہ اول ١٠/ روپیہ تقریر کیسے کریں ٥ روپے ٦٢/ روپیہ آسان تقریریں حصے ٢٠/ روپیہ بے نظیر تقریریں ١٠/ روپیہ نماز کی شرعی حیثیت ٥/ روپیہ روزہ کی شرعی ٤/ روپیہ حج کی شرعی حیثیت ٤/ روپیہ زکوٰۃ کی شرعی حیثیت ٤/ روپیہ اسلام کے چار رکن ١٢/ روپیہ حقوق والدین ١٠/ روپیہ پڑوسی کے حقوق ٤/ روپیہ ہادی اعظم ٥/ حقوق زوجین ٧/ روپیہ رسول اکرم ہجرت سے پہلے ہجرت کے بعد ٤/ روپیہ مساجد اسلام ١٢/ روپیہ تجارت اور اسلام ٧/ روپیہ مطالعہ احادیث جبرئیل کی آخری فکر اور انگریز الفرنیہ ٤/ روپیہ اسلامی مساوات ٢/ روپیہ آداب اسلام ٥/ روپیہ
ملنے کا پتہ مکتبہ لاجواب کاکوری لکھنؤ ٢٢٧١٠٧

مطالعہ کی میز پر

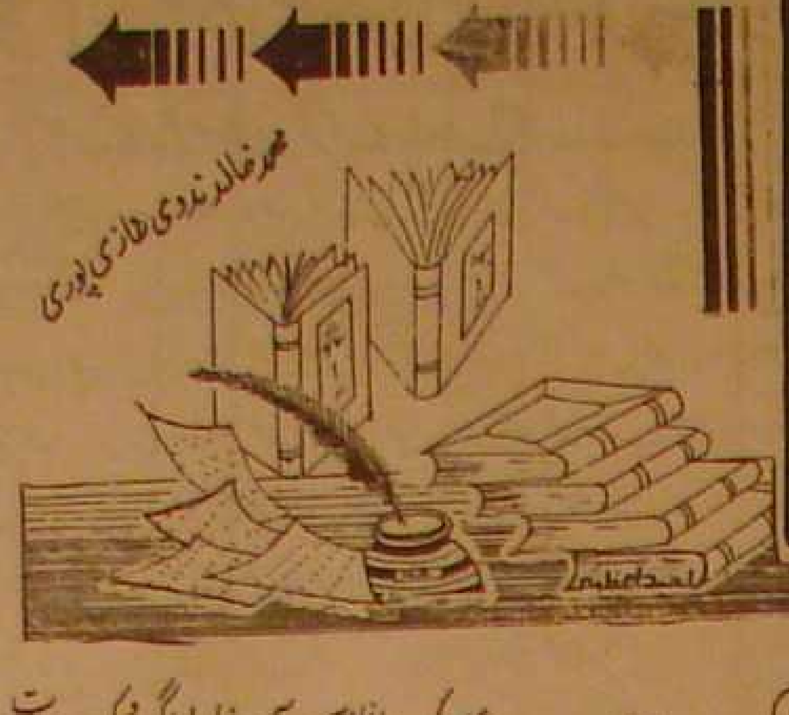

نام کتاب: سکوت شام
نتیجۂ فکر: ڈاکٹر رخسانہ نکہت ام ہانی لاری
ناشر: آل انڈیا میرا اکاڈمی، مقبول لاری منزل سٹی اسٹیشن لکھنؤ۔
صفحات: دو سو پینتالیس
قیمت: ایک سو پچاس روپیہ

ادبی حلقوں میں ڈاکٹر رخسانہ نکہت لاری ام ہانی صاحبہ غیر معروف نہیں اس سے پہلے حمد و نعت و نظموں کا ایک مجموعہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبولیت و شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اب یہ دوسرا مجموعہ جو ١٩٦٠ء سے لے کر ١٩٩١ء کے طویل عرصہ میں کہی ہوئی غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے، اپنی معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری حسن و تجمل کا بھی اعلیٰ نمونہ ہے۔ طباعت و کتابت معیاری اور طباعتی خامیوں سے تقریباً پاک ہے اہل ذوق کو نہ صرف ادب کی چاشنی ملے گی بلکہ پیکر خیال کی حسین جھلکیاں اور واردات قلب کی حسین تصویروں کی جلوہ سامانیاں، اور بے تابیوں کا بھی مشاہدہ ہوگا۔ ڈاکٹر رخسانہ کا ذوق چونکہ شاعرانہ اور ادیبانہ ہے اور ادب زندگی کی فعال قدروں کا شعور بخشتا ہے، بلکہ بقول میتھو آرنلڈ "ادب تنقید حیات ہے"۔ اس اعتبار سے ام ہانی کی شاعری کے آئینے میں تہذیبی سماجی و ثقافتی زندگی کے خد و خال نظر آتے ہیں۔ غزل کے افق کو حسن افکار اور حسن معانی کی قوس و قزح سے بڑی عمدگی سے سنوارا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بجا ہے کہ ان کی شاعری صرف فاعلاتن فاعلات کی رٹ نہیں۔ بلکہ بجھے ہوئے دل، کبیدہ جذبات اور بے کیف لمحات میں حیات افروزی کا بادۂ گلفام ہے۔

انھوں نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اور اس کی کشمکشوں کا ذاتی تجربہ کیا ہے۔ لہٰذا ان کی شاعری میں اس کی جھلکیاں بہت نمایاں ہیں وہ کہتی ہیں ؎

باغباں کو چھوڑیئے، مطرب کو جانے دیجئے
دلکشی کو بس چمن اور نغمگی میں دیکھئے
رنج و غم کیف و مستی یاس و حرماں دھوپ چھاؤں
...

بھوک افلاس، آہ و نالے گریۂ کرب حیات
بزم عشرت کی ہر اک البستگی میں دیکھئے
کیا کرے فریاد ہانی ہے زباں بندی کا راج
ہر طرف حیوانیت غارت گری میں دیکھئے

ام ہانی کے کلام میں شعور فن ہے جس سے ان کی شاعری کی معنویت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ام ہانی کہتی ہیں لیکن بڑی سادگی سے ؎

انگلیاں سب تراش لیں پھر بھی
شعور فن آگہی ہے ابھی

امید کہ ادبی اور شعری حلقوں میں یہ مجموعہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور سکوت شام کے نغمے دلوں کو اسیر اور فکر کو تسخیر کرتے چلے جائیں گے۔

نام کتاب: سیرت محسنۂ امت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
مؤلف: ابن عبد الشکور بنگلور
ناشر: دعوۃ الاسلام سینٹر
قیمت: پچاس روپیہ
صفحات: چار سو
ملنے کا پتہ: دعوۃ الاسلام سینٹر بہرام ٣ اسٹریٹ چار مینار روڈ کراس، شیواجی نگر، بنگلور، پن کوڈ ٥٦٠٠٥١ انڈیا۔

درحقیقت محسنۂ امت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پر جس قدر لکھا جائے کم ہے، حقیقت یہ ہے کہ دین کا بڑا ذخیرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ذریعہ ہی امت تک پہنچا ہے اس لئے امت اسلامیہ کے ہر ہر فرد تک آپ کی سیرت کی تابانی کو پہنچانا اہل قلم کا دینی اور ملی فریضہ ہے۔ لہٰذا ہر دور میں اس طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کی کتاب سیرت عائشہؓ اس موضوع پر ایک تحقیقی اور تاریخی دستاویز ہے، ضرورت تھی کہ عام فہم سلیس اور دلچسپ انداز میں حضرت ام المومنین کی سیرت مرتب کی جائے جس میں جامعیت بھی ہو تاکہ امت کا ہر طبقہ اس سے مستفید ہو سکے اس میں ادبی چاشنی بھی ہو زبان کا چٹخارہ بھی، عصری اسلوب اور طرز نگارش کے مفید پہلو بھی، تحقیقی اور علمی انداز کی پاسداری بھی۔ الحمد للہ جناب محمد سلیمان ابن عبد الشکور صاحب نے اس کتاب میں گوناگوں محاسن کو سمیٹ لیا ہے۔ اور دلچسپ، اچھوتے انداز میں اس کتاب کو ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو لکھنے کا اچھا سلیقہ دیا ہے۔ مطالعہ بھی وسیع ہے موصوف کی سیرت و سوانح کے موضوع پر دسیوں کتابیں منظر عام پر آ کر مقبول ہو چکی ہیں۔ ازواج مطہراتؓ اور بنات طاہراتؓ پر ان کی کتابیں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

زیر نظر کتاب ان سب میں ممتاز ہے البتہ مصنف کا اشہب خامہ اپنی روانی میں کہیں کہیں حد اعتدال کو پار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں ص ٢٩٧ پر یوں رقمطراز ہیں: مسلمانوں کے پہلے بادشاہ اور خود ساختہ حکمراں ہیں، انھوں نے طاقت کے بل پر اقتدار حاصل کیا تھا۔ اور اپنے اقتدار کا جوا مسلمانوں کے کاندھوں پر رکھ دیا تھا حالانکہ اس طرز نگارش میں وہی خشکی ہے جو بعض حلقوں میں نظر آتی ہے۔ صحابۂ کرامؓ کے تعلق سے محبت و عقیدت کا پہلو ہر حال میں غالب رہنا چاہیے، عام اور بازاری تعبیروں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ کتابتی خامیاں بہت کثرت سے ہیں اور اغلاط کی فہرست بھی نہیں لگائی گئی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتاب بڑی عجلت میں شائع کی گئی ہے۔

عربی اشعار اور بعض عربی عبارتیں بہت غلط چھپ گئی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں حضرت حسانؓ کا شعر ص ١٥٢ پر انتہائی غلط شائع ہوا ہے، ترجمہ میں بھی اشکال پیدا ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؓ کے بارے میں ص ١٣٣ پر اصدق لہجہ کے بجائے اصدق بہجۃ شائع ہوا ہے بعض جگہ زبان کی خامیاں بھی نظر آئیں، نیز بعض تاریخی تسامحات بھی مثلاً ص ٣٧ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردہ بھتیجا لکھا گیا ہے "اس کے پروردہ بھتیجے علیؓ ایمان لائے"۔ حالانکہ وہ علیؓ چچا زاد بھائی تھے۔
...

بہرکتاب قابل استفادہ اور قدر و تحسین کے لائق ہے۔ کاغذ و طباعت معیاری ہے۔

نام کتاب: علامہ بدر الدین عینی اور علم حدیث میں ان کا نقش دوام۔
عربی تالیف: شیخ صالح یوسف معتوق
ترجمہ و تلخیص: مولانا عبد اللہ صاحب رئیس جامعہ فلاح دارین ترکیسر۔
ناشر: مکتبہ سعیدیہ ترکیسر ضلع سورت (گجرات)
قیمت: ٢٥ روپے
پتہ: مکتبہ سعیدیہ ترکیسر ضلع سورت (گجرات)

زیر نظر کتاب ایک عرب عالم شیخ صالح یوسف معتوق کا لکھا ہوا۔ ایم اے کا مقالہ ہے۔ جس کو مولانا عبد اللہ صاحب رئیس فلاح دارین ترکیسر نے بڑی خوبی سے اردو کا قالب دیا ہے، اور اس طرح اس موضوع پر اردو زبان میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ بدر الدین عینی حنفیؒ جو زبردست محدث، فقیہ اور یگانۂ روزگار ادیب اور قضا و افتاء کے اداشناس تھے جنھوں نے ایک عرصہ تک مصر میں مسند قضاء کو زینت بخشی، ان کے ہمہ گیر علمی اکتسابات سے علمی دنیا جتنا واقف کرانا چاہیے تھا اتنا نہیں کیا جا سکا۔ خصوصاً اردو زبان میں تو اس موضوع پر بہت ہی کم کام ہوا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے موصوف مترجم کو جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود اس فرض کفایہ کو پورا کیا اور اس مہربند مشک کو عام کر دیا۔

اس کتاب میں اہل علم طبقہ خصوصاً فن حدیث پر کام کرنے والوں نیز علامہ عینیؒ کی علمی سرگرمیوں پر تحقیقات پیش کرنے والوں کے لئے بڑا مواد ہے۔

کتاب دو باب اور چند فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلا باب جس میں چار فصلیں ہیں جس میں علامہ عینیؒ کی زندگی، تالیفات، اساتذہ شیوخ اور طلباء کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ باب ثانی دو فصلوں پر مشتمل ہے جس میں حضرت علامہ عینیؒ کے علم حدیث میں ان کی تذکرہ تالیفات، اسلوب نگارش اور
...

نتیجہ امتحان سالانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (شعبان ۱۴۱۲ھ)

نتیجہ سے متعلق امور میں دفتر اہتمام کا ریکارڈ مستند قرار دیا جائے گا

(درجہ ہشتم (الف))

- محمد سیف الاسلام — پاس
- محمد نعمت اللہ
- سبحان اللہ — 〃
- مشتاق احمد — 〃
- عبدالماجد — متفرق
- عبدالعلیم — پاس
- مقصود الرحمٰن — 〃
- محمد سلیم اعظمی — 〃
- سید محمد طاہر — متفرق
- محمد جاوید حسین — 〃
- ارشد معین — 〃
- اعجاز احمد — پاس
- معاذ ابوسعید — متفرق
- محمد ذوالقرنین — پاس
- محمد عمران انصاری — 〃
- مشتاق احمد گورکھپوری — 〃
- محمد ثانی — 〃
- عبدالودود خاں — فیل
- شفیع الرحمٰن — پاس
- محمد شہباز عالم — 〃
- عبدالمقیت — متفرق
- محمد الیاس — 〃
- سماء الدین احمد ذیشان — پاس
- وجیہ الدین (خوراک 36) — محفوظ
- شہاب الدین بلاسپور (خوراک 66) — 〃
- توفیق احمد (خوراک 56) — 〃

(درجہ ہشتم (ب))

- محفوظ الرحمٰن — پاس
- عطاء الرحمٰن اعظمی — 〃
- مقصود احمد — 〃
- صاحب عالم — 〃
- مہدی حسن خاں — 〃
- محمد ارشد — 〃
- محمد ندیم کشمیری — 〃
- سید اشرف الحق — 〃
- فرحان الدین — 〃
- محمد ابوالحسنات — 〃
- نہال احمد — 〃
- سید سعود مسعود (عربی و نحو) — ضمنی
- محمود عالم — متفرق
- محمد ندیم خاں — پاس
- محمد قاسم — 〃
- محمد زبیر عثمانی — 〃
- عبدالرحیم — 〃
- محمد سعید — 〃
- محمد خلیق — فیل

- ارشد علی — پاس
- محمد شعیب — 〃
- سید خطیب اشرف — 〃
- عبدالحمید — فیل
- جنید عالم — 〃
- کمال احمد — متفرق
- مقبول احمد — پاس

درجہ اعدادیہ

- محمود الرحمٰن — پاس
- منیف الرحمٰن — 〃
- الیف حسین — فیل
- ریاض احمد — پاس
- عبدالحنان صدیقی — متفرق
- نبی احمد — پاس
- عبدالمقیت — 〃
- سلطان احمد — فیل
- نظام الدین — پاس
- محمد روح اللہ — فیل
- محمد ضیاء الحق — 〃
- محمد شفیق — پاس
- محمد ظہیر الدین — 〃
- نوشاد احمد — 〃
- سید ایوب علی — 〃
- محمد ارشد — 〃
- کفیل احمد — متفرق
- اظہر جمال خاں — فیل
- نجیب الرحمٰن — پاس
- محمد رضاء اللہ — 〃
- محمد مرشد عالم — 〃
- ارشد یزدانی — 〃
- محمد عمران اناوی (خوراک) — محفوظ
- محمد عمران لکھنوی (خوراک) — 〃
- برکت اللہ خاں — پاس
- سید ظفر الحق — فیل
- محمد عتیق — پاس
- محمد عبید الرحمٰن — فیل
- محمد حمزہ بیگ — پاس
- محمد شمیم — متفرق
- اسرار احمد — پاس

ثانویہ رابعہ الف

- وقار احمد — پاس
- طارق عبداللہ — 〃
- محمد عمران — متفرق
- نہال احمد — فیل
- صبیح الدین (عقائد، انگریزی) — ضمنی
- جاوید عالم — پاس

- محمد سمیع اللہ — پاس
- عظیم الرحمٰن — ضمنی
- بدر الدین کامل (تعبیر و صرف) — ضمنی
- سید فیصل علی (تعبیر و صرف) — پاس
- عبدالرحمٰن — 〃
- محمد اسرار الحق — 〃
- محمد شبلی (خوراک ۲۰۰) — محفوظ
- شکیل احمد — 〃
- ظفیر عالم (خوراک) — 〃
- محمد طارق — پاس
- سہیل احمد — متفرق
- محمد الیاس — پاس
- محمد شاکر — 〃
- محمد مسلم — فیل
- سید الہام — 〃
- محمد ریحان — پاس
- خورشید عالم — فیل
- عبدالواسع — 〃
- محمد رضوان — 〃
- اشتیاق احمد — پاس
- محمد ارشد — 〃
- محمد حمزہ — 〃
- قاضی انعام اللہ — 〃
- زبیر احسن — 〃
- محمد یونس — 〃
- محمود حسین — 〃
- محمد آصف اعظمی — 〃
- اشفاق احمد — متفرق
- محمد اسامہ صدیقی — پاس
- عبدالرحیم — فیل
- عبدالرحمٰن — 〃
- محمد وسیم — 〃

ثانویہ رابعہ ب

- محمد خالد — پاس
- محمد صادق — 〃
- عثمان حسن — 〃
- محمد فیضان — 〃
- محمد آصف — 〃
- محمد موسیٰ — 〃
- غفران احمد — 〃
- حقیق اللہ — 〃
- ساجد — 〃
- محمد عبداللہ — 〃
- عقیل احمد عباس — 〃
- سید احمد — 〃
- سبحان عالم — 〃

- عبدالتواب — پاس
- خورشید عالم — 〃
- عبدالرحمٰن — فیل
- ریحان احمد — 〃
- ظفر عالم — 〃
- سید عمران حسن — 〃
- عبدالباری — 〃
- محمد گلزار — 〃
- انعام اللہ صدیقی — 〃
- اویس اختر — متفرق
- اسرار احمد — 〃
- محمد ہارون عثمان — 〃
- افضال احمد — ضمنی
- محمد فہیم اعظمی (تعبیر و انگریزی) — ضمنی
- نصر الامین (نصص و فقہ، خوراک ۵۳) — محفوظ
- محمد فاروق — 〃
- عنایت اللہ (کتب، خوراک) — 〃

ثانویہ خامسہ الف

- فائز شمس — پاس
- عبدالقدیر — 〃
- سید احمد جعفری — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- جاوید احمد — 〃
- مسیح الدین — 〃
- شبیر احمد — 〃
- محمد منصور — 〃
- محمد ثاقب — 〃
- محمد اعظم — 〃
- محمد عتبان کرکی — 〃
- محمد نیر اقبال — 〃
- محمد شاہجہاں — 〃
- محمد افضل حسین — 〃
- محمد سخاوت حسین — 〃
- شار الاسلام — 〃
- نعمت اللہ — 〃
- محمد شبلی — 〃
- عبدالمعید — 〃
- شعیب عالم — 〃
- قاضی زید احمد — 〃
- عبدالرحمٰن — 〃
- احمد اسامہ لاری — 〃
- محمد محی الدین — 〃
- ایاز احمد — 〃
- محمد اکرم نواز — 〃
- محمد محمود — 〃
- محمد اقبال — متفرق

- محمد مظہر الحق — متفرق
- عبدالرزاق
- محمد فہیم خاں — 〃
- سہیل احمد — 〃
- زبیر احمد — 〃
- نجیب احمد — 〃
- عبداللہ (عربی و انگریزی) — ضمنی
- پرویز عالم (صرف) — 〃

ثانویہ خامسہ ب

- تقی احمد — پاس
- محمد شاہد ربانی — 〃
- فیروز احمد — 〃
- منہاج حسن فریدی — 〃
- محب اللہ — 〃
- جمیل الرحمٰن — 〃
- رضوان حارث — 〃
- محمد قاسم — 〃
- محمد اطہر — 〃
- محمد یحییٰ — 〃
- محمد ثناء اللہ — 〃
- شرافت علی — 〃
- سعید احمد — 〃
- سیف اللہ اعظمی — 〃
- حسین احمد — 〃
- رضوان اختر — 〃
- مظفر نعیم — 〃
- نفیس احمد — 〃
- سید عبدالقادر — 〃
- محمد صادق حسین — 〃
- بدر جمیل — 〃
- محمد یونس — 〃
- اکرام الدین — 〃
- عبدالواحد — ضمنی
- محمد مجاہد عالم (فقہ و صرف) — متفرق
- محمد نسیم — 〃
- اظہار احمد — فیل
- محمد اطہر — 〃
- سید عالم — 〃
- رئیس احمد — 〃
- جمیل احمد — محفوظ
- محمد غالب (کتب، خوراک) — 〃

ثانویہ خامسہ (د)

- مطیع الحق — پاس
- محمد عبدالحلیم — 〃
- محمد راشد — 〃
- سمیع احمد — 〃
- محمد جواد حسین — 〃

- وجیہہ الزماں — پاس
- امتیاز عالم — 〃
- عبدالقیوم — 〃
- محمد شہزاد اکرام — 〃
- محمد معروف بیگ — 〃
- محمد ضیاء الدین — 〃
- زید احمد — 〃
- عنایت اللہ — 〃
- محمد نور العین — 〃
- علی مرتضیٰ — 〃
- ابوبکر صدیقی — 〃
- فیروز عالم نیپالی — 〃
- محمد اللہ اعظمی — 〃
- جاوید عباس — 〃
- بلال احمد — 〃
- محمد ہارون رشید — 〃
- محمد اطہر — 〃
- محمد رضوان عالم — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- نذیر احمد — 〃
- محمد سلیم — 〃
- مشتاق احمد — 〃
- عبدالسبحان — 〃
- عبدالواحد — متفرق
- محمد عارف حسین — 〃
- فضل الرحمٰن — 〃
- خالد متین — 〃
- عبدالرشید — فیل
- محمد رئیس الدین — 〃
- حمید اللہ — 〃
- شفاعت حسین — ضمنی
- شاہد مصطفیٰ (ادب و فقہ، خوراک) — محفوظ
- قطب الدین — پاس

درجہ عالیہ اولیٰ (الف)

- طارق اقبال — پاس
- محمد اسلم — 〃
- محمد محفوظ — 〃
- حسین احمد — 〃
- عبدالرشید — 〃
- محمد عاصم اعظمی — 〃
- محمد سلیم — 〃
- محمد عمر — 〃
- صفدر علی — 〃
- عبدالقدوس — 〃
- عبدالعزیز — 〃
- عبدالودود — 〃

- محمد ہاشم — پاس
- محمد وصی اللہ حسینی — 〃
- شکیل احمد — 〃
- محمد شعیب — 〃
- شیخ نذیر احمد — 〃
- محمد مجیب الرحمٰن — 〃
- محمد اسماعیل — 〃
- محمد ذاکر خاں — 〃
- ابوہمایوں کبیر — 〃
- محمد شمیم اعجاز — 〃
- محمد مرغوب عالم — 〃
- محمد وصی اللہ — 〃
- جاوید عالم — 〃
- عبدالباسط — 〃
- امیر عالم — 〃
- محمد سجاد عالم — 〃
- انظار احمد — 〃
- محمد آصف — 〃
- بشیر احمد — 〃
- انوار الاسلام صدیقی — 〃
- محمد متین — 〃
- محمد ادریس عالم — 〃
- خلیق الزماں — 〃
- محمد مرتضیٰ علی — 〃
- عقیل احمد — 〃
- محمد ارمان — 〃
- محمد شمیم اختر — 〃
- حبیب اللہ — 〃
- محمد ظفر عالم — 〃
- عطاء الرحمٰن — 〃
- محمد نظر الباری — 〃
- محمد عقیل اختر — 〃
- عبدالشان — 〃
- مجاہد الاسلام — 〃
- معین الدین — 〃
- مسعود حسن الحسنی — 〃
- محمد نوشاد عالم — 〃
- عبدالمقیت قاضی — 〃
- محمد ضیاء الدین — 〃
- نعمان احمد نیپالی — 〃
- احمد کلیم گوہر — 〃
- اظہار احمد — متفرق
- عبدالباقی بنارسی — 〃
- ظہیر احمد — 〃
- محمد سالم — ضمنی
- سید ابوالحسن — 〃

- حنیف الرحمٰن (ادب و نحو) — ضمنی
- شیخ عبدالرحمٰن (نحو) — 〃
- محمد صلاح الدین (ادب) — 〃
- عبدالرحمٰن (ادب) — 〃
- اظہر اعظمی (خوراک ۱۳۳) — محفوظ
- محمد نسیم (خوراک) — 〃
- میر محمد ادریس (خوراک) — 〃
- صغیر احمد شریف (خوراک) — 〃
- امانت علی — نامکمل

عالیہ اولیٰ (ب)

- عارف جمالی — پاس
- مجاہد اعظم — 〃
- محمد ضیاء الدین — 〃
- محمد سلمان خاں — 〃
- رسال الدین — 〃
- محمد ظلّ اظہر — 〃
- ذاکر حسین — 〃
- محمد معراج احمد — 〃
- سرور احمد — 〃
- غلام سرور — 〃
- سہیل احمد — 〃
- محمد متین الدین — 〃
- محمد شمیم اختر — 〃
- محمد شاہد — 〃
- محمد مقبول حسن — 〃
- احمد علی — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- ناصر علی — 〃
- محمد سراج الدین — 〃
- محمد منیر الدین انجم — 〃
- محمد اکبر علی — 〃
- عبداللہ نیپالی — 〃
- محمد مہران عالم — 〃
- محمد سیف اللہ خالد — 〃
- شبیر احمد — 〃
- سراج الدین سہر — 〃
- خورشید اختر — 〃
- محمد فیاض عالم — 〃
- مختار احمد — 〃
- محمد نور اللہ جلالی — 〃
- نثار احمد — 〃
- محمد صبیح الدین — 〃
- مقبول امین — 〃
- عبدالمتین — 〃
- احمد علی — 〃
- محی الدین — 〃

- محمد عابد حسین — پاس
- محمد صدر عالم نیپالی — 〃
- محمد ناصر — 〃
- محمد تنویر عالم — 〃
- محمد خورشید عالم نیپالی — 〃
- معین الدین احمد — 〃
- محمد سلیم الدین — 〃
- محمد لطف الرحمٰن — 〃
- نعمت اللہ طیب اللہ — 〃
- محمد ضیاء اللہ رحمانی — 〃
- صدر عالم — 〃
- انظر — متفرق
- خاطر الزماں — 〃
- صابر حسین (نحو) — ضمنی
- محمد طیب (نحو) — 〃
- عبدالہادی پورنوی (نحو) — 〃
- محمد شعیب (نحو) — 〃
- فرخ شہاب (نحو) — 〃
- محمد سمیع اللہ (نحو) — 〃
- محمد طاہر (نحو و انگریزی) — 〃
- ریاض الحق (نحو) — 〃
- محمد فیروز خاں — 〃
- خورشید عالم لکھنؤ (نحو و انگریزی) — 〃
- عبدالمعید نیپالی — 〃
- سید ریحان احمد (نحو و انگریزی) — فیل
- جمیل احمد — 〃
- زبیر احمد — محفوظ
- سعید الرحمٰن — 〃
- محمد یونس عالم — 〃

درجہ عالیہ اولیٰ (د)

- محمد شمیم قیصر — پاس
- محمد محمود کیرانوی — 〃
- محمد عقیل — 〃
- محمد عارف شامو — 〃
- عرفان احمد اعظمی — 〃
- سرور العارفین — 〃
- ظفر احمد — 〃
- ہارون یونس — 〃
- پرویز احمد — 〃
- محمد طارق — 〃
- محمد ضیاء — 〃
- محمد اسلم — 〃
- محمد سلمان اختر — 〃
- اظہر امام — 〃
- عقیل احمد — 〃
- محمد افروز عالم — 〃
- اظہر حسین — 〃
- حافظ سید فاروق علی — 〃
- محمد عارف کاشی پوری — 〃

- رفیق احمد — پاس
- خورشید عالم — 〃
- محمد نسیم فتحپوری — 〃
- محمد ابراہیم علی — 〃
- محمد عمر — 〃
- محمد موسیٰ انصاری — 〃
- محمد ذوالفقار علی — 〃
- محمد شمیم رانچوی — 〃
- اخلاق احمد — 〃
- محمد عمران — 〃
- غلام محمد ڈار — 〃
- جلال الدین شاہ — 〃
- مقبول احمد — 〃
- عبدالصمد — 〃
- ریاض احمد (خوراک ۲۰۰) — محفوظ
- محمد شہباز عالم — متفرق

درجہ عالیہ اولیٰ (ہ)

- محمد ذہین — پاس
- ریاض انور — 〃
- محمد الیاس — 〃
- محفوظ الرحمٰن — 〃
- امیر الدین — 〃
- محمد فصیح الدین — 〃
- سید طلحہ — 〃
- نور الزماں — 〃
- علی احمد — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- انیس احمد — 〃
- شکیل احمد اعظمی — 〃
- نسیم قمر — 〃
- افتخار احمد — 〃
- محمد مجاہد الاسلام — 〃
- یار محمد — 〃
- ایاز احمد — 〃
- اظہار علی — 〃
- محمد معین نیپالی — 〃
- محمد فیضان — 〃
- محمد عثمان الحسن — 〃
- سید محمد طلحہ — 〃
- محمد اسلم جاوید — 〃
- محمد اخلاق الرحمٰن — 〃
- احمد حسن — 〃
- سلک انور کمال — 〃
- لیاقت احمد — 〃
- عبدالسلام خاں — 〃
- محمد یوسف — 〃
- عبدالرشید — 〃
- سعد احمد — 〃
- عبدالغفار — 〃

- مزمل حسین — پاس
- محمد الیاس — 〃
- محمد عادل حسین — 〃
- محمد احمد — 〃
- قاضی عطاء اللہ — 〃
- محمد مرشد — متفرق
- غلام سرور — 〃
- محمد ذاکر حسین — 〃
- محمد غفران (نحو) — ضمنی
- مکرم حسین (نحو) — 〃
- سراج احمد (نحو) — 〃
- محمد سعید (خوراک) — محفوظ
- محمد شاہ جہاں (مطالعات) — 〃

درجہ عالیہ ثانیہ الف

- محمد عارف — پاس
- محمد آصف اقبال — 〃
- محفوظ عالم — 〃
- محمد شاکر حسین — 〃
- محمد اسلم — 〃
- ابوہریرہ عبدالخالق — 〃
- محمد سکندر علی — 〃
- محمد ابراہیم — 〃
- محمد معراج ملیح آبادی — 〃
- محمد عامر — 〃
- عبداللہ اناوی — 〃
- ظفر اقبال — 〃
- شفیق الرحمٰن بیگی — 〃
- مہدی حسن — 〃
- محمد سرور عالم — 〃
- محمد شفیق الرحمٰن — 〃
- محمد حفظ الرحمٰن — 〃
- احمد رئیس — 〃
- محمد مسعود عالم — 〃
- امیر اللہ — 〃
- محمد مرسلین — 〃
- ابو محمد عاصم — 〃
- محمد زبیر خاں — 〃
- محمد فاروق — 〃
- سلطان احمد — 〃
- محمد اختر رضا — 〃
- ابوالبقاء — 〃
- محمد ذاکر حسین — 〃
- محمد حسنین — 〃
- ظہیر احمد فیض آبادی — 〃
- عتیق الرحمٰن — 〃
- محمد نعیم — 〃
- محمد امان اللہ — 〃
- محمد عمران انصاری — 〃
- محمد علی — 〃

- سرفراز احمد — پاس
- منصور حسین — 〃
- مشتاق عالم — 〃
- اطہر علی انصاری — 〃
- محمد سلطان — 〃
- ظہیر احمد علی آبادی — 〃
- محمد انیس خاں — 〃
- محمد عرفان — 〃
- سید شاہد حسین — 〃
- محمد حسنین نیپالی — متفرق
- نعیم الدین — 〃
- مشتاق عالم (لغۃ و صرف) — ضمنی
- انصار عالم — 〃
- خورشید عالم خاں (تعبیر) — 〃
- محمد حسنین چپارنی — فیل
- محمود احمد — 〃
- امیر حمزہ (خوراک) — محفوظ

عالیہ ثانیہ (ب)

- رضوان محمد — پاس
- محمد طیب — 〃
- امتیاز احمد طیبی — 〃
- منظر عالم — 〃
- محمد کلیم اللہ — 〃
- محمد جاوید اختر — 〃
- منظور احمد — 〃
- یار محمد خاں — 〃
- محمد مبشر الحق — 〃
- انور جمال — 〃
- محفوظ الرحمٰن — 〃
- احرار احمد — 〃
- محمد نیر عالم — 〃
- ظہیر الدین — 〃
- حبیب الرحمٰن — 〃
- عرفان الحق — 〃
- محمد ابوبکر — 〃
- محمد بلال — 〃
- عبداللہ — 〃
- محمد عرفان — 〃
- ذکی نور — 〃
- حافظ محمد اکبر — 〃
- منصف علی — 〃
- محمد سجاد — 〃
- محمد وجیہ الحق — 〃
- محمد خالد سیف اللہ — 〃
- محمد اقبال — 〃
- جاوید حسین — 〃
- خالد سیف اللہ — 〃
- محمد عالمگیر — 〃
- علی رضا — 〃

- محمد عظمت — پاس
- محمد انور فاروقی — 〃
- فیض الرحمٰن اعظمی — 〃
- سید افروز الدین — 〃
- خورشید عالم — متفرق
- مظفر معین — پاس
- محمد مشتاق — 〃
- شوکت علی — 〃
- شفاء اللہ — 〃
- محمد رئیس عالم — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- محمد امیر حسین — 〃
- محمد عبید قریشی — 〃
- محمد شمیم اختر — 〃
- محمد مقصود عالم — 〃
- عبدالودود — 〃
- محمد قیم الدین — متفرق
- محمد ہارون سنابوی — 〃
- محمد زاہد — 〃
- محمد الیاس (انگریزی) — ضمنی
- محمد ہارون سیوانی (خوراک) — محفوظ

درجہ عالیہ ثانیہ (د)

- محمد شاہد حسین ملکہ — پاس
- محمد میاں — 〃
- لقاء اللہ — 〃
- محمد منذر — 〃
- دلشاد احمد — 〃
- محمد شاہد حسین — 〃
- محمد مزمل — 〃
- اخلاق احمد — 〃
- محمد تاج الدین — 〃
- محمد شمیم اختر — 〃
- عبدالعلیم صدیقی — 〃
- ابوالہشام (خوراک) — محفوظ
- محمد قمر الزماں (نیر اختر) — پاس
- محمد عفان — 〃
- ضیاء الرحمٰن — 〃
- محمد اکرم — 〃
- احسان اللہ خاں — 〃
- محمد افروز عالم — 〃
- مدثر احمد — 〃
- محمد ہشام الحق — 〃
- لطف الرحمٰن — 〃
- فیاض احمد — 〃
- محمد شعیب — 〃
- عبدالمعبود — 〃
- بلال احمد — 〃
- محمد اسلم عزیز — 〃
- محمد عطاء اللہ — 〃

- محمد اسرائیل — پاس
- محمد صادق — 〃
- خالد احمد قادری — 〃
- محمد عبدالباری — 〃
- محمد الیاس — 〃
- محمد مختار عالم — 〃
- محمد جنید خاں — 〃
- احمد علی — 〃
- عبداللہ — 〃
- محمد طاہر — 〃
- سید معین الدین — 〃
- محمد کلیم اختر — 〃
- محمد مسعود عالم — 〃
- نثار احمد — 〃
- مشتاق احمد — 〃
- فضل الرحمٰن — 〃
- محمد انعام الحق — 〃
- محمد حسنین (انگریزی) — ضمنی

درجہ عالیہ ثانیہ (ہ)

- محمد کوثر — پاس
- محمد نبی الدین — 〃
- محمد ضیاء الہدیٰ — 〃
- عبداللطیف — 〃
- اکبر علی — 〃
- محمد مجتبیٰ — 〃
- عبید الرحمٰن — 〃
- مبصر الحق — 〃
- نیاز عطاء — 〃
- محمد الیاس — 〃
- محمد آفتاب عالم — متفرق
- فخر الحسن — پاس
- محمد میکائیل — 〃
- محمد منظور عالم — 〃
- کلیم الرحمٰن ابوالبرکات — 〃
- محمد مدثر الحق — 〃
- محمد عطاء اللہ — 〃
- ارشد اقبال — 〃
- محمد خالد — 〃
- طاہر بلال لاری — 〃
- شکیل احمد — 〃
- عبدالوحید — 〃
- مشتاق احمد — 〃
- محمد اکرام الحق — 〃
- عبدالمتین — 〃
- عظیم الدین — 〃
- محمد سراج الاسلام — 〃
- محمد مستقیم رحمانی — 〃
- محمد عمران صدیقی — 〃
- محمد اسلام — متفرق

- عبداللطیف — پاس
- عبیداللہ وسیم — 〃
- عبدالباسط عطاء الحق — 〃
- شفیق عالم — 〃
- عبدالباسط بستوی — 〃
- خالد سیف اللہ — 〃
- محمد نور الحق — ضمنی
- مختار عالم — 〃
- محمد قسیم — پاس
- فہیم الحسن — 〃
- محمد شمیم — 〃
- محمد انور — 〃
- عرفان احمد خاں — 〃
- محمد کاشف — متفرق
- محمد صغیر جمال — 〃
- محمد عبدالرقیب (انگریزی) — ضمنی

عالیہ ثالثہ (الف)

- محمد عبداللہ عبدالعزیز — پاس
- محمد مستقیم — 〃
- محمد اسعد عالم — 〃
- محمد اسلام — 〃
- جنید اشرف — 〃
- محمد روح اللہ — 〃
- محمد ارشاد الرحمٰن — 〃
- شوکت — 〃
- احمد اللہ — 〃
- محمد امیر الدین — 〃
- عطاء الرحمٰن — 〃
- پرویز کوثر — 〃
- محمد رضوان عالم — 〃
- فرید — 〃
- ارشاد احمد — 〃
- مسیح اللہ — 〃
- نجم الہدیٰ — 〃
- عبدالرحیم — 〃
- علی رضا — 〃
- عبدالکریم — 〃
- ضیاء الرحمٰن — 〃
- نقی احمد — 〃
- عبدالباسط — 〃
- محمد حیدر علی — 〃
- رفعت شفیق خاں — 〃
- فضل رب — 〃
- مقیت احمد — 〃
- محمد فیض الرحمٰن — 〃
- حبیب احمد — 〃
- حقیق اللہ خاں — 〃
- اشرف فردوسی — 〃
- محمد رحمت اللہ فلاحی — 〃

- ریاض احمد — پاس
- محمد اسرافیل — 〃
- محمد توقیر — 〃
- محمد طارق اشرف — 〃
- جمشید عالم — 〃
- حیدر علی — 〃
- سرفراز احمد — 〃
- محمد جہانگیر — 〃
- نور الحسن — 〃
- محمد ضیاء الحق — 〃
- محمد عمر — 〃
- نجم الاسلام — 〃
- محمد رضوان اللہ — 〃
- معین احمد خاں — 〃
- محمد اسحاق — 〃
- محمد اکبر حسین — 〃
- محمد نجیب اللہ — متفرق
- عبدالرب — 〃
- اشتیاق احمد — 〃
- محمد یٰسین — 〃
- منصور عالم — 〃
- معاذ احمد — 〃
- حصین احمد (مشکوٰۃ و انگریزی) — ضمنی
- سید محمد احسن (مشکوٰۃ و انگریزی) — 〃
- حفظ الرحمٰن (مشکوٰۃ و حساب) — 〃
- محمد مزمل الحق (مشکوٰۃ و انگریزی) — 〃
- محمد احمد بہرائچی — محفوظ
- سید سراج الدین — 〃
- محمد غیاث الدین — 〃
- فیاض احمد — فیل
- محمد سلمان الدین — 〃
- مظہر الحق — 〃
- محمد ثمامہ صدیقی — 〃

درجہ عالیہ ثالثہ (ب)

- مطیع الرحمٰن — پاس
- امتیاز احمد — 〃
- احمد اللہ — 〃
- عبدالواحد — 〃
- قاضی محمد ضیاء الرحمٰن — 〃
- محمد صفوان عثمانی — 〃
- محمد جنید قریشی — 〃
- رفیق احمد — 〃
- عبدالرحیم — 〃
- خالد شفیق — 〃
- قاضی بابر شکیل — 〃
- ابواللیث — 〃
- علی اصغر — 〃
- معین الدین — 〃
- محمد کیف الوری — 〃

نام	نتیجہ
محمد مظفر حسین	پاس
معین الدین	〃
محمد فرید صدیقی	〃
مسعود الرحمٰن	〃
جنید احمد	〃
سید ابوالقاسم	مترقی
محمد جمشید	پاس
جمال احمد	〃
معین احمد خاں	〃
طارق اختر	〃
ابوالقاسم	〃
محمد آزاد عالم	〃
محمد احسن	〃
سید محفوظ	〃
محمد ابو بیگ	〃
رئیس احمد	〃
محمد فاروق	〃
فضل الرحمٰن	〃
عبدالقادر	〃
احسان الحق	〃
سید محمد مسیح	〃
محمد عادل اختر	مترقی
عزیز عالم	〃
عبدالغفار	〃
عبدالمتین (خورشید انور)	ضمنی
سید عبداللہ	〃
محمد حبیب الرحمٰن	〃
نظام الدین	〃
معروف احمد	〃
ضیاء اللہ	〃
عبدالرقیب	〃
جاوید اختر	〃
ابوالحسن نظام الدین	〃
احمد علی	〃
احمد جلیس	〃
محمد شہاب الدین	〃
عزیز الرحمٰن	〃
عبدالرافع	〃
محفوظ عارف	〃
محمد صابر	〃
عالمگیر حسن	〃
مطیع الرحمٰن	〃
محمد ارشد حسین	محفوظ
محمد احمد	〃
محمد حشمت اللہ	〃
پرویز عالم	〃
محمد اسماعیل	〃
محمد نجیب عالم	〃
محمد معتصم باللہ	فیل

عالیہ ثالثہ (د)

نام	نتیجہ
کمال احمد	پاس
فیضان احمد	〃
عبدالحسیب	〃
نور عالم	〃
محمد حامد	〃
محمد ذاکر حسین	〃
ابوطلحہ	〃
محمد انوار	〃
ظہیر الاسلام	〃
محمد الطاف حسین	〃
محمد حسام الحق	〃
عبداللہ المبارک	〃
سجاد حسین	〃
عبدالرحمٰن	〃
محمد جاوید اشرف	〃
محمد شفیق الرحمٰن	ضمنی
محمد نظام الدین	پاس
محمد امجد	〃
سراج الدین	〃
دانش انور	〃
محمد طاہر حسین	〃
عبدالمعید	〃
اعجاز الحق	〃
اخلاق احمد	〃
محمد انیس	〃
افتخار احمد	〃
نبی احمد خاں	〃
عبدالرؤف خاں	〃
محمد ظفر الحسن	〃
عبدالمتین اسمٰعیل	〃
محمد سراج الدین	〃
محمد علیم الدین	〃
نور احمد	〃
انوار الحق	〃
رحمت علی	〃
محمد رفیق	〃
محمد اکرام اللہ	〃
محمد ارشد عالم	〃
عزیز الرحمٰن خلیل	〃
محمد صابر	〃
عبدالمتین	〃
عبداللہ صدیقی	〃
محمد سہیل	〃
محمد صدیق عالم	〃
محمد آفتاب عالم	محفوظ
امداد اللہ	پاس
محمد نور الزماں	〃
ذوالفقار علی	〃

نام	نتیجہ
محمد اسلم	پاس
منزل الدین	〃
عبدالسمیع کاظمی	〃
محمد نصیر الدین	〃
محمد عرفان عالم نیپالی	〃
محمد عرفان عالم	〃
محمد شبیر عالم	مترقی
شکیل احمد	〃
محمد علی قاضی	ضمنی
عبدالمالک صدیقی	〃
جمیل احمد ۱۵۵/-	محفوظ

عالیہ ثالثہ (ج)

نام	نتیجہ
لقمان	پاس
عبداللہ	مترقی
زاہوری	〃
حسین علی	پاس
عبدالرشید	〃
عبداللہ اکبر کولو	〃
محمد شریف	〃
کے۔ ایچ۔ عبدالرحیم	〃
محمد بن عبدالرحمٰن	〃
عبداللہ اے پی	〃
ابراہیم بن کے	〃
اقبال الحکیم ایچ اے	〃
محمد شاہد ہارون	〃
خالد موسیٰ	〃
ہارون شافعی	〃
امین زین	〃
امین بن احمد	فیل
حسین فہمی	〃
محمد ادریس	〃
عبداللطیف پی ایچ	〃
شہاب الدین	مترقی
زماں بن یوسف	〃
یوسف	ضمنی
تنویر الدین	〃
محمد امین	〃
سمیع بن ایوب	〃

عالیہ ثالثہ ادب

نام	نتیجہ
ضمیر احمد	ضمنی
نثار احمد	مترقی
نثار احمد رشیق	ضمنی
عبدالماجد	〃
محمد عابد	پاس
عبداللہ خاں	〃
عبدالماجد حسن	فیل
محمد رفیق	ضمنی
عبدالباسط	پاس
کفایت اللہ	محفوظ

نام	نتیجہ
امیر الحق	پاس
محمد صالحین	〃
اخلاق احمد	〃
ذاکر حسین	〃
ارشاد احمد	〃
محمد معراج الحق	〃
محمد عبدالغفور	〃
محمد صدر عالم	〃
مقبول احمد	〃
فیضان احمد	مترقی
محمد حمزہ	ضمنی
محمد ایوب	فیل
کفایت اللہ نور	محفوظ
محمد روح العالمین	مترقی
شہباز خاں (مطالعہ)	ضمنی

عالیہ رابعہ شریعہ (الف)

نام	نتیجہ
محمد ابوذر	پاس
محمد عظیم الدین	〃
منہاج الدین	〃
شاہ معروف عثمانی	〃
خورشید اشرف	〃
شمشاد مرتضیٰ	〃
فضل الرحمٰن	〃
خورشید جمال صادق	〃
محمد اسعد جمال	〃
عزیز اللہ	〃
محمد ریاض	〃
ابوبکر	〃
ابومحمد عامر	〃
عبدالمنان	〃
محمد شعیب عالم	〃
جلال الدین	〃
ظہیر الدین	〃
احمد علی	〃
مطلوب حسن	〃
خلیل احمد خاں	〃
محمد منور حسین	〃
محمد علی جوہر	〃
محمد زکریا	〃
محمد علی	〃
نعیم الرحمٰن صدیقی	〃
محمد اکمل خاں	〃
محمد عارف	〃
محمد سیف	〃
محمد تنویر احمد	〃
رضوان احمد	〃
محمد شاہجہاں	〃
محمد تقی امام	〃
اقبال حسین	〃

نام	نتیجہ
محمد صہیب قریشی	پاس
عبدالقوی	〃
محمد معظم رحمانی	〃
عبداللہ بستوی	〃
محمد الیاس	〃
آفتاب عالم	〃
سید محمد مبین	〃
گلزار احمد (بخاری تعبیر)	ضمنی
محمد رمضان (تفسیر و بخاری و عقائد)	〃
محمد نوشاد اختر	مترقی
محمد اقبال حسین (تفسیر بیضاوی)	ضمنی
محمد ایوب (تفسیر بیضاوی)	فیل
محمد روح الامین (بیضاوی)	محفوظ
شمیم احمد (تفسیر بیضاوی)	مترقی
عبدالحنان (بیضاوی)	ضمنی
محمد محتشم (تعبیر)	〃
محمد طاہر حسین (تعبیر بیضاوی)	پاس
زین العابدین	〃
فضل الحفیظ (تعبیر)	〃
محمد قمر الدین (تفسیر بیضاوی)	〃
فیصل احمد (بخاری)	〃
محمد یعقوب (بخاری بیضاوی)	〃
محمد فہیم	ناکمل
شعیب بیگ	فیل
محمد عظیم الدین	〃

عالیہ رابعہ شریعہ (ب)

نام	نتیجہ
محمد ہارون رشید	پاس
محمد احسان	〃
نیاز الدین	〃
محمد وصی اللہ	〃
انیس احمد	〃
شمس الدین خاں	〃
انور حسین	〃
رضی الدین	〃
محمد نعیم الدین	〃
محمد طارق رشید	〃
ریحان احمد	〃
محمد شمیم	〃
شیخ معتمد	〃
شکیل احمد	〃
محمد عمران	〃
محمد کرامت علی	〃
مطیع اللہ محمد اختر	〃
خورشید احمد	〃
آفتاب الدین	〃
محمد آصف نور	〃
عبدالرؤف	〃
عثمان غنی	〃
محمد لقمان	〃

نام	نتیجہ
عبدالمتین	پاس
محمد اسلام	〃
سلطان احمد	〃
مطیع اللہ	〃
سید مختار احمد	〃
رفعت شمیم	〃
جاوید عالم	〃
محمد عرفان	〃
عمران خاں	〃
زبیر طاہر	〃
محمد منتظر	〃
دلاور حسین	〃
تاج محمد	〃
محمد مصطفیٰ	〃
محمد مشرف	〃
محمد فاروق	〃
عبدالجبار	〃
محمد داؤد عالم	〃
محمد شہریار خاں	〃
عباد اللہ	〃
محمد مبشر عالم	〃
اکبر علی	〃
احمد خاں	〃
محمد اکمل	〃
محمد اختر	〃
آفتاب عالم	〃
ضیاء الرحمٰن	〃
محمد عبدالحئی	〃
تشکیل احمد (ادب، تعبیر)	ضمنی
محمد شبیر عالم (مطالعہ)	〃
محمد اعظم (انگریزی)	〃
قمرالدین معین الدین ۴۶۶/-	محفوظ
محمد سلیم خاں	〃

عالیہ رابعہ شریعہ (د)

نام	نتیجہ
محمد شہاب الدین	پاس
محمد احمد	〃
اختر الاسلام	〃
محمد عثمان	〃
محمد سراج الدین	〃
محمد اکرم	〃
عبدالمتین	〃
محمد نعمان خاں	〃
محمد مہدی	〃
ظفر الدین	〃
محمد حسین عالم	〃
مشتاق احمد	〃
حبیب الرحمٰن	〃
فیروز احمد انصاری	〃
محمد حسین خاں	〃

نام	نتیجہ
انیس احمد	پاس
محمد ذاکر حسین	〃
سید کریم اللہ	〃
محمد نور عالم	〃
محمد ذاکر خاں	〃
محمد صابر	〃
فاروق احمد	〃
محمد مشتاق	〃
مقیم احمد	〃
صہیب عالم	〃
خورشید عالم	〃
محمد صفی اللہ	〃
محمد حسان	〃
محمد خالد	〃
محمد غیث	〃
عبدالہادی	〃
عبدالرؤف	〃
نثار احمد	〃
ابوالحسن	〃
محمد وسیم	〃
خطیب الرحمٰن	〃
انور عظیم	〃
شیخ شوکت	ضمنی
عبدالودود (تعبیر)	〃
نبی احمد (بیضاوی۔ادب)	〃
مجاہد حسین (ادب)	〃
عبدالحکیم (تعبیر)	〃
عبدالقادر (ادب، تعبیر)	〃
محمد کلیم (تعبیر)	〃
محمد حیدر علی (ادب، تعبیر)	〃
اسرائیل احمد (تعبیر)	〃
عبدالودود انصاری (ادب)	〃
محمد شہادت ملک (انگریزی)	〃
محمد رضوان الحق (تعبیر)	〃
ریاض الدین (انگریزی، تعبیر)	پاس
سید اعجاز الحق اجمل (تعبیر)	〃
انعام الحق (بیضاوی۔ادب)	〃
سیف اللہ (تعبیر)	〃
شمیم اختر (تعبیر)	ناکمل
محمد سلیم ۲۶۶/-	محفوظ
محمد ابرار جالونی	ناکمل
محمد حماد	〃
محمد نوشاد عالم	فیل

عالیہ رابعہ ادب

نام	نتیجہ
سیف الاسلام	پاس
شبیر الحسن	〃
عبدالمتین	〃
انوار احمد	〃
محمد شمس الدین	〃

نام	نتیجہ
انیس احمد	پاس
کہف الوریٰ	〃
امتیاز احمد	〃
محمد نجم الدین	〃
محمد عباس	〃
حبیب اللہ	〃
نہال احمد	〃
محمد سراج الحق	〃
عبداللطیف (نحو، تاریخ ابن عقیل)	ضمنی
کلیم احمد (نحو، تاریخ ابن عقیل)	〃
محمد نفیس احمد (نحو ابن عقیل)	〃
مرزا نہال حبیب بیگ	〃
شیخ محمد یوسف (نحو تعبیر)	پاس
مہدی حسن (ابن عقیل)	〃
محمد مبین (نحو۔تاریخ)	〃
عبدالرحمٰن (ابن عقیل، تاریخ)	〃
محمد عثمان اللہ شریف	〃
سرفراز احمد ۲۶۶/-	محفوظ
محمد یحییٰ ۱۳۲/-	〃
جمال اختر انجم	فیل
محمد انیس الرحمٰن	〃
محمد وسیم بستوی (ابن عقیل)	ضمنی

عالیہ رابعہ (ج)

نام	نتیجہ
شہیر الدین	پاس
محمد یوسف	〃
ایم عبدالوحید	〃
مصطفیٰ ڈی۔کے	〃
عبدالرزاق	〃
انور حسین	〃
محمد اسحٰق پی ابراہیم	〃
محمد شریف	〃
محمد احمد	〃
عبدالجلیل	〃
بشیر احمد	〃
محمد ابن آدم	〃
محمد علی	〃
شافعی بن محمود	〃
عدنان بن زکریا	〃
معروف بن عدنان	〃
روکیان بن حاج غزالی	〃
ای محمد جعفر	〃
محمد ادریس	〃
محمد نصیر قاسم	ضمنی
محمد ریاض الحنیف	محفوظ
عبدالرزاق محمد	〃
محمد ابوبکر	〃
شمس الدین	〃
محمد شہیر الدین نعمت	〃
احمد ادیب ناکمل	〃

درجہ خصوصی اول

نام	نتیجہ
یحییٰ بن محمد	پاس
حسن بن اسحاق	〃
اسماعیل بن ابراہیم	〃
محفوظ احمد	〃
قمر الزماں	〃
سید جمال اللہ بختیاری	〃
مقبول حسین	〃
سید الطاف احسن	〃
محمد اعزاز الحسن ۳۹۶/-	محفوظ
محمد مامون الرشید ۲۶۶/-	〃

درجہ خصوصی ثانی

نام	نتیجہ
ایم اے منصور	پاس
شکری	〃
فوزی	〃
ابراہیم	〃
سید لیاقت اللہ بختیاری	〃
محمد مشتاق احمد	〃
رمضان	〃
حبیب اللہ	〃
عارفین	〃
سید جاوید اشرف	〃
موسیٰ بن صالح	〃
بخاری بن یوسف	〃
محمود الحسن	مترقی
محمد یسریٰ	〃
کمال زورابی	ضمنی
امیر حسن (تفسیر مطالعہ)	〃
محمد ہارون (ادب، تعبیر)	محفوظ
ابوالوفا انصاری ۴۰٪	〃
محمد ابوبکر	فیل
عمران	〃
فاروق	〃
محمد فیصل رواں	〃

خصوصی ثالث

نام	نتیجہ
احمد نانا بھی	پاس
عبدالعزیز	〃
محمد صالح	〃
محمد جلیل	〃
عبدالحلیم	〃
محمد عاصم	〃
محمد زبیر	〃
نور الاسلام	〃
محمد خضر	〃
سید شبیر احمد	〃
شکرہ حاج عبداللہ	〃
عبدالرحمٰن ابوبکر	〃
ایم پی محمد شہاب الدین	〃

نام	نتیجہ
شہاب الدین انصاری	پاس
مرید داؤد	〃
امین صبری	〃
دان ازلی	〃
یودین	مترقی
عبدالغنی	〃
لیسین صالح	〃
محمد دان وانج	〃
عبدالحکیم	فیل
عبدالرحمٰن	〃
تذمن یوسف	〃
یمنی الہلال	〃
عبدالشکور	〃
سید [illegible] احمد	محفوظ
حسن صبری (تفسیر، ادب، صرف)	ضمنی
عارف بن مروان (ادب، صرف)	〃

علیا اولیٰ شریعہ

نام	نتیجہ
عبدالماجد	پاس
محمد الیاس	〃
عبیداللہ	〃
محمد علی شریف	〃
سید فضل الرحمٰن	〃
فضیل احمد	〃
محمد موسیٰ	〃
سید ہاشم ایس ایم	〃
عبدالسمیع	〃
محمد ابرار عالم	〃
محمد حسن	〃
محمد شہباز عالم	〃
محبوب عالم	〃
محمد اسلام	〃
وصی اللہ	〃
احرار احمد	〃
خورشید احمد	〃
محمد یحییٰ	〃
عبدالقیوم	〃
ضیاء الرحمٰن	〃
اسرار احمد	〃
حامد حسین	〃
محمد معین الدین	〃
محمد رفیق	〃
اختر جمال مرشد	〃
عبدالمتین	〃
محمد رحمت اللہ	〃
عرفان احمد صدیقی	〃
محمد سمیع اللہ	〃
محمد ارشاد	مترقی
عبدالرحمٰن	〃
محمد منیر عالم	〃

نام	نتیجہ
محمد عثمان	مترقی
محمد افضل	〃
محمد سرور	〃
محمد نعمان	ضمنی
محمد واعظ الدین (مسلم، ابوداؤد)	〃
محمد محمود عالم (مسلم، ابوداؤد، مطالعہ)	〃
عبدالغنی (سنن ابوداؤد)	نحو
محمد اظہر حسین (نحو)	〃
محمد فخر الزماں	〃
سید یعقوب مکی (مسلم، ہدایہ) ۴۴۰/-	محفوظ
عرفان علی	〃
عقیل اللہ	〃

علیا اولیٰ ادب

نام	نتیجہ
محمد شاہد کریم اللہ	پاس
حمزہ عبدالمجید	〃
شیخ ابوالفضل عمری	〃
محمد نوشاد اے ایچ	〃
عبدالقدوس	〃
محمد فخر الاسلام	〃
محمد خالد	〃
شفاعت اللہ خاں	〃
حمید الدین	〃
افضل حسین	〃
عبدالمتین	〃
معین الدین عبدالقادر	مترقی
محمد الیاس	〃
محمد شاہد اعظمی	ضمنی
انعام الحق (دراسات)	〃
محمد ثناء اللہ (تعبیر، نہج البلاغہ)	〃
عبدالمنان (اعمال السنۃ)	محفوظ
پرویز عالم	〃
شفیق الرحمٰن عمر (اعمال السنۃ)	〃
ناظرین الیاس (اعمال السنۃ)	〃

فلاح المسلمین (اتیندرہ)

نام	نتیجہ
محمد عمیر خاں بن عبیداللہ	ضمنی
نجم الہدیٰ بن عزیز (انگریزی)	〃
محمد خالد (انگریزی، منطق)	〃
عبدالتواب	〃
محمد اظہر (انگریزی)	〃
عبدالمجیب (انگریزی)	〃
سمیع اللہ (انگریزی)	〃
محمد اسلام	〃
محمد مسلم (منطق، انگریزی)	〃
جمیل احمد اعظمی	پاس
محمد ابرار خان	〃
محمد اکبر علی	〃
محمد ممتاز	پاس
محمد عامر ظفر	〃

نام	نتیجہ
شیخ ابرار	پاس
محمد عرفان	〃
محمد ہارون	مترقی
سہیل احمد	〃
محمد ذاکر حسین	〃
محمد شاہد خاں عباسی	〃
محمد اشفاق احمد	〃
محمد اجمل خاں	〃
محمد عشرت خاں	فیل

نور الاسلام جلیا پور

نام	نتیجہ
محمد نظام الدین محمد یونس	ضمنی
شبیر الصابری (انگریزی)	〃
جمال میاں (انگریزی)	〃
ثناء اللہ بن محمد سلمان	فیل
محمد اقبال حسین	〃
محمد یعقوب	〃
عبدالودود	غیر حاضر
امیر الاسلام	〃
محمد اسرائیل احمد، محمد جسیم الدین	پاس
نوشاد عالم	〃
عبدالمتین	مترقی

جامعہ اسلامیہ عربیہ [illegible]

نام	نتیجہ
محمد اسرافیل	پاس
عتیق الرحمٰن	〃
شمس الہدیٰ	〃
محمد نور اللہ حبیب	〃
محمد انیس الرحمٰن	〃
نور حسین	〃
محمد نور الحسن	〃
عبدالاحد (نحو)	ضمنی

انوار العلوم اورنگ آباد

نام	نتیجہ
محمد عمر خاں (تعبیر، صرف، نحو)	ضمنی
امیر خاں	فیل

مدرسۃ العلوم سنبھل

نام	نتیجہ
محمد ساجد خالد	فیل
محمد سعید	مترقی
ذاکر حسین	〃
محمد ابوالبلال	پاس
عبدالمجید علی	〃
محمد منصور یحییٰ	〃
عزیز الرحمٰن رشید (فقہ، نحو)	ضمنی
محمد افضال (نحو)	〃
نصیر احمد محمد علی	〃

اسلامیہ عربیہ مظفر نگر

نام	نتیجہ
محمد شفیق عالم	پاس
عبدالصمد	〃
محمد عیسیٰ	〃
شیث محمد	مترقی

نام	نتیجہ
محمد قاسم	پاس
محمد خورشید انور	〃
محمد زین العابدین	〃
نیاز احمد	〃
نسیم اختر	〃
قیصر فیاض	〃
فیض احمد	〃
مقبول احمد	〃
محمد مجیب اللہ	مترقی
جاوید احمد (تعبیر، عرف)	ضمنی

عربیہ [illegible] لکھنؤ

نام	نتیجہ
نصر الحق	پاس
محمد مبین	فیل
محمد ارشد	〃
محمد اکمل	〃
محمد خاں	〃

فرقانیہ جلیلیہ [illegible]

نام	نتیجہ
فروغ احمد	پاس
محمد ارشد	〃
محمد شریف بیگ	〃
ادیب الرحمٰن	〃
عبدالمجید خاں	〃
عبدالباری	〃
حبیب احمد	〃
محمد سہیل اختر	مترقی
محمد عزیز عالم	〃

تعلیم الاسلام جالون

نام	نتیجہ
کفایت اللہ	پاس
محمد رضوان	〃
رضی اللہ خاں	مترقی

عثمانیہ ضیاء العلوم [illegible]

نام	نتیجہ
حافظ محمد احمد	پاس
شمشیر علی	〃
محمد علیم	〃
مسعود احمد (قصص، تعبیر)	ضمنی

نام	نتیجہ
ابوطلحہ (نحو، انگریزی)	〃
مقصود احمد	〃
عزیز الرحمٰن (تعبیر، مطالعہ)	مترقی

رحمانیہ [illegible]

نام	نتیجہ
عبدالجبار	پاس
صفی اللہ پرویز	〃
محمد ضیاء الحق	〃
محمد شمس الدین	〃
محمد عابد حسین	〃
محمد مصلح الدین	〃
محمد ضمیر الدین	ضمنی
شمشاد عالم (تعبیر، انگریزی)	مترقی
محمد ضیاء اللہ	〃
محمد عدنان	〃
محمد سلیم الدین	فیل
محمد فہیم	فیل

[illegible] الاسلام بلند شہر

نام	نتیجہ
رضوان اللہ	مترقی

صلاح المسلمین [illegible]

نام	نتیجہ
محمد یونس	ضمنی
رفاقت حسین	پاس
محمد مقبول	فیل
عرفان احمد	〃

نور الاسلام [illegible]

نام	نتیجہ
محمد شعیب	محفوظ
مختار احمد	〃
محمد کوثر	فیل

اسلامیہ احسانیہ [illegible]

نام	نتیجہ
محمد لطف اللہ	پاس
انور قیوم شاہ محمد	〃
عامر حسین عباس	〃
انیس احمد	〃
اکرام الحق (عرف، تعبیر)	ضمنی
محمد صباح ربانی (فقہ، عرف)	〃
رضی احمد	مترقی

نام	نتیجہ
محمد سمیع الزماں	〃
محمد افضل حسین	〃
عبدالخالق	فیل

اسلامیہ [illegible]

نام	نتیجہ
صلاح الدین	پاس
خورشید عالم	〃
محمد نوشاد	〃
فضیل احمد	〃
سراج الدین	〃
شرافت علی	ضمنی
مسیح الدین (صرف)	مترقی
عبدالمعروف خاں	〃
عبدالاحد محمد یعقوب	〃

ضیاء العلوم میدان پور

نام	نتیجہ
ابوالکلام	پاس
محمد امان اللہ	〃
محمد اسعد اعظمی	〃
محمد شفیق عالم	〃
ظفر محمد قمر محمد	〃
مجیب الرحمٰن	〃
شفیق الرحمٰن امتیاز احمد	ضمنی
نسیم الدین احمد (صرف، انگریزی)	فیل
محمد اسماعیل اکرمی	〃
محمد طاہر محمد صابر	〃
برکت اللہ عبداللہ	〃

جامعہ اسلامیہ [illegible]

نام	نتیجہ
بلال اکبر خاں	پاس
محمد قیصر صدیقی	〃
نعیم اختر (نحو، انگریزی)	ضمنی
محمد خالد صدیقی (نحو)	〃
نسیم احمد	مترقی
محمد مصطفیٰ کمال	فیل

عربیہ اسلامیہ [illegible]

نام	نتیجہ
محمد سیف الدین	پاس
غلام ربانی	مترقی

نام	نتیجہ
ندر الاسلام	فیل
محمد عطاء الاسلام	〃
محب اللہ	〃
عبدالماجد	〃

علیا ثانیہ شریعہ

نام	نتیجہ
عبدالمنعم (حجۃ اللہ البالغہ)	ضمنی
محمد ظہور عالم (حجۃ اللہ البالغہ)	〃
معین احمد (حجۃ اللہ البالغہ)	〃
محمد الطاف (بخاری شریف)	〃
کلیم اللہ (حجۃ اللہ البالغہ)	〃
محمد اعجاز خطیب (حجۃ اللہ)	〃
محمد سراج الدین (حجۃ اللہ)	〃
دبیر عالم (بخاری شریف)	〃
محمد امین (بخاری شریف)	〃
عبدالقدوس (حجۃ اللہ)	〃
صدر العالم (حجۃ اللہ)	〃
عتیق الرحمٰن (حجۃ اللہ)	〃
محمد اسرائیل (مطالعہ)	〃

علیا ثانیہ ادب

نام	نتیجہ
محمد سلیم (الشعر الجاہلی، عقود، شعر)	ضمنی
محمد معصوم ظفر (عقود، شعر)	〃
ابوطاہر (بخاری شریف)	〃
محمد وحید (الحدیث)	〃
یوسف محمد (الحدیث، دراسات)	〃
پی ایم سلیمان (الحدیث)	〃

محمد رابع
مہتمم (پرنسپل)
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آپ کی زندگی میں مسرتوں کی مٹھاس گھولنے کیلئے
طہورا سوئیٹس
پیش کرتے ہیں ہمہ اقسام کی خوش ذائقہ، دل پذیر، لاجواب اور صحت بخش مٹھائیاں
اسپیشل سوہن حلوہ | میسور برفی | انجیر برفی | پائن ایپل برفی | [illegible]
سوتر فینی | ملائی کھاجا | پھول کھاجا | اسپیشل کھاجا | بادام [illegible]
ہماری مٹھائیاں، دیسی گھی، زعفران اور میووں کے ذائقہ سے آراستہ ہوکر بلحاظ نرمی اور صفائی سے تیار کی جاتی ہیں
۲۲۵/۲۵ بالاسس روڈ دوکان نمبر ۱ ناگپاڑہ جنکشن بمبئی ۸